انٹرنیٹ ایڈیشن

مجلہ

افکارِ قاسمی

مارچ تا مئی ۲۰۲۱ء

خصوصی اشاعت بیاد: حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

مولانا مبارک علی مظاہری

زیرِ نگرانی

مولانا کلیم احمد قاسمی

پیشکش

الغزالی اردو فورم www.algazali.org

مفتی زر ولی خانؒ نمبر

مجلہ

افکارِ قاسمی

بدعا: شیخ الحدیث مولانا خادم حسین صاحب

- دینی، علمی، اصلاحی، کمپوز شدہ مضامین قابل قبول ہوں گے۔
- نزاعی اور اختلافی نیز سیاسی مضامین شائع نہیں ہوں گے۔
- مضمون نگاروں کی تمام آراء سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔
- تمام کمپوز شدہ مضامین صرف بذریعہ ای میل ارسال کریں۔
- ہر شمارہ ڈاؤنلوڈ کر کے محفوظ کرلیں ای میل سے نہیں بھیجا جائے گا۔

الغزالی اردو فورم www.algazali.org

ہم ہیں دیوبندی دیوبند کی پہچان ہے
ہے فقیہ ملت مفتی شیخ زرولی خانؒ ہے

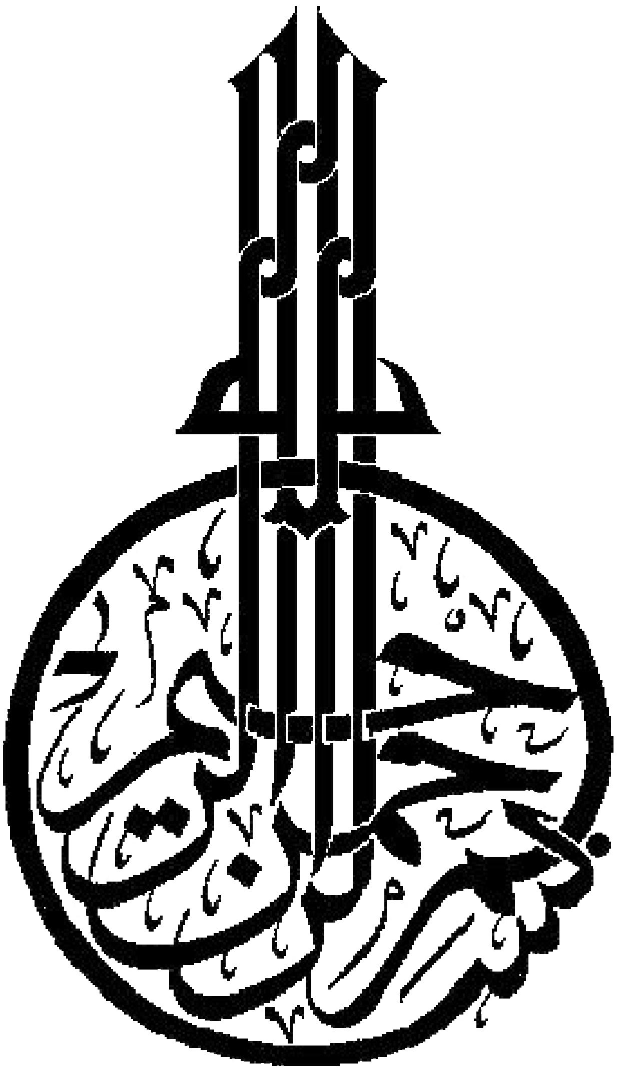
اشاعتِ خاص

بیاد

شیخ الحدیث والتفسیر، مفسر قرآن، ولی کامل

حضرت مولانا

مفتی محمد زرولی خان رحمۃ اللہ علیہ



شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان ہے اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔



جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کا مین دروازہ



جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی میں لگی ایک خوبصورت نرسری



دارالحدیث جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی



کتب خانہ (لائبریری) جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی





مسجد جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

فہرست مضامین

شیخ الحدیث مولانا مفتی زرولی خان علیہ الرحمۃ کی وفات پر شاعرانہ کلام

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

website:www.algazali.org Email:qasmimag@gmail.com

اداریہ

محمد داؤد الرحمن علی

علماء اکرام کا یکے بعد دیگرے اس دنیا سے رخصت ہونا لمحہ فکریہ ہے، 2020 ایک ایسا سال رہا کہ جسمیں ہمیں ایسے ایسے علماء الوادع کہہ کر داغ بقا کی طرف رخصت ہوئے جن کا علم، جن کے تقوی کی گواہی اپنے ہی نہیں غیر بھی دیا کرتے تھے۔ اس سال ایسے ایسے ہیرے ہم سے چھینے جو برسوں بعد پیدا ہوتے ہیں، اس سال کو علماء نے" عام الحزن" علماء کی رخصتی کا سال قرار دیا۔ ابھی ایک صدمہ سے نکل نہیں پاتے تھے دوسری خبر صدمہ سے دو چار کر جاتی تھی۔ اس سال نے ہم سے حضرت اقدس مفتی سعید احمد پالنپوریؒ، علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ، مفتی نعیمؒ، ڈاکٹر عادل خانؒ، پیر عزیز الرحمن ہزارویؒ اور مفتی زرولی خانؒ جیسے درخشاں ستارے ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیے۔ قحط الرجال کے اس دور میں علماء اور اہل علم کا یکے بعد دیگرے اٹھ جانا کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔

حدیث مبارکہ ہے

" حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علم آدمیوں سے چھینا نہیں جاتا، لیکن علماء کے اٹھنے سے مٹ جاتا ہے یہاں تک کہ جب عالم باقی نہیں رہتے تو لوگ جاہلوں کو سردار اور پیشوا بنا لیتے ہیں، جو علم کے بغیر فتویٰ دیتے ہیں، اس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور مخلوق کو بھی گمراہ کر ڈالتے ہیں۔" (بخاری)

حسن بصری کہا کرتے تھے" عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے کہ گردش لیل ونہار بھی اسے پر نہیں کرسکتی"۔

محمد بن سیرین افسوس کیا کرتے تھے کہ علم تو جاچکا اب کچھ یوں ہی تھوڑی سی کھرچن میلے برتنوں میں لگی رہ گئی ہے۔

سعید بن جبیر سے پوچھا گیا قیامت کے آنے اور مخلوق کے برباد ہوجانے کا نشان کیا ہے؟ جواب دیا۔علماء کا اٹھ جانا۔

ان جید علماء کی وفات امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔

جو بڑے شیوخ ہم سے رخصت ہوئے اُن میں ایک بڑا نام شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان رحمہ اللہ کا بھی تھا،حضرت کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، باکمال اورحق گو عالم دین تھے،جس بات کو حق سمجھتے تھے اسے بیان کردیتے ہے،حضرت کی وفات کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا، یہ امت ایک حق گو عالم دین سے محروم ہوگئی۔

افکار قاسمی جنوری کا شمارہ تیاری کے مرحلہ میں تھا اس وقت حضرت مولانا مفتی زرولی خانؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر نے کلیجہ چیر کررکھ دیا۔افکار قاسمی کی تیاری کے دوران دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ ایک خصوصی شمارہ حضرت والا رحمہ اللہ کی خدمات کے اعتراف میں شائع کیا جائے کیونکہ اس سے قبل افکار قاسمی کے دو خصوصی شمارہ"مجدد زمانہ حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اخترؒ" اور"وفات الاعیان"نمبر شائع ہوچکے تھے لیکن کاہلی وسستی کی وجہ سے اس کا اظہار نہ کرسکا۔اللہ تعالی نے اس سیاہ کار کے دل کی آرزو کچھ اس طرح پوری کردی کہ افکار قاسمی کے ایک مشورہ کے دوران مولانا احمد قاسمی صاحب نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت والا رحمہ اللہ کی شخصیت پر ایک خصوصی شمارہ نکالا جائے،مشورہ سے خصوصی شمارہ کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔اور اللہ رب العزت کا نام لیکر تیاری شروع کردی گئی،جیسے تیاری شروع کی الحمد اللہ اللہ کی مدد ونصرت بھی شامل حال ہوئی

اور آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آخر میں مولانا احمد قاسمی صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے افکار قاسمی کے اس شمارے کی تیاری میں اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اپنی قیمتی آراء سے نوازا

دعا ہے اللہ پاک اس شمارہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت والا کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین ثم آمین

☆☆☆☆

ستم ظریفی تو کوئی دیکھے ہنسانے والا رُلا کے اٹھا

مولانا احمد قاسمی

یاد نہیں پڑتا کب پہلی مرتبہ ”نیٹ“ پر شیخ الحدیث والتفسیر خزانہ علم وحکمت، متوکل ابرار، دُردریائے انوری، آفتاب ولایت، پیشوائے عالمِ ہدایت مفتی زرولی خان قدس سرہ کا خطاب سنا۔

ہاں یہ ضرور ہے اس کے بعد بسا اوقات کئی کئی بار آڈیو ویڈیو سننے میں رات گذر جاتی۔ اور سیری نہیں ہوتی۔

حضرت والاؒ کا ہر خطاب تفسیر وحدیث، فقہ، حکمت، اسرار ورموز، تصوف، علم وعشق، محبت ومعرفت اشعار، پند ونصائح کا جامع ہوتا، احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے عقلی ومنطقی دلیلیں رہتی، بڑے سلیقے اور نپے تلے الفاظ میں مافی الضمیر ادا فرماتے صحیح معنوں میں شیخ وقت کے ساتھ آپ ولی کامل بھی تھے ”کسی نے حضرت عبداللہ شامیؒ سے دریافت کیا کہ ”اولیا اور آدمیوں میں“ کیسے تمیز کرسکتے ہیں؟۔فرمایا کہ لطافتِ زبان، حسن اخلاق وتازہ روئی وسخاوت نفس وقلت اعراض عذر قبول کرنا مخلوق پر خواہ نیک ہوں یا بدکار رہوں، مہربانی کرنا“ سنانے والوں نے سنایا کہ:

حضرت میں یہ ساری صفات بدرجہ اتم تھیں جو اولیاء کو عامی سے ممتاز کرتی ہیں۔ ع: خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت والا کی وفات حسرت آیات نے کلیجہ چیر کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کو غریق رحمت فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

عزیزم مولوی داؤد الرحمن علی (ناظم اعلیٰ الغزالی) کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے

بڑی محنت سے حضرت زرولی خانؒ نمبر کو سجایا اور سنوارا، مواد اکھٹا کیا اور اکیلے سارا جوکھم اٹھایا۔ ہم اس سے قبل ”افکار قاسمی مجدد زمانہ نمبر“ اور ”افکار قاسمی وفیات الاعیان نمبر“ نکال چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سعی کو قبول فرمائے۔

اب خواہش ہورہی ہے کاش ایک ٹیم ہوتی اور وہ "کرونا وائرس میں شہید ہونے والے اکابر علماء کرام" (بغیر امتیاز مکتب فکر) حالات پر مشتمل نمبر نکالتے۔

☆☆☆☆

جامعہ احسن العلوم و مفتی زرولی خانؒ کا تعارف

محمد ہمایوں مغل

اس وقت قلم کو جنبش دینے کا مقصد اس مردِ حق آگاہ اور مفتی زمانہ کا تذکرہ ہے کہ جس نے شرک و بدعت کے گھنے بادلوں میں صدائے اشھد ان لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا، ایمان پرور تعلیمات اور سنت کے درخشندہ نقوش کو دنیا میں متعارف کروایا، صداقت اور للہیت کا ڈنکا دنیا میں بجایا ہے۔ جامعہ عربیہ احسن العلوم کے بانی اور موسس، رئیس و مہتمم شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم ودامت فیوضہم کی شخصیت بلاشبہ کسی تعارف کی محتاج نہیں بلکہ پاکستان کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک میں کئی افراد آپ کی وجہ سے دنیا میں متعارف ہوئے اور ان کو آپ کے نام سے پہچان ملی۔

قدم بوسی کی دولت مل گئی ہے چند ذرّوں کو
چمکتے جو رہیں گے آسمانوں کی جبیں بن کر

اخلاص کی وہ صفت ہے جس کا ثمرہ اللہ تعالیٰ آخرت میں تو با کمال عطا فرمائیں گے لیکن دنیا میں بھی ان کی برکات اللہ تعالیٰ نصیب فرماتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں پیدا ہونے والے اس مرد قلندر نے جہانگیرہ جیسے سرسبز و شاداب علاقے میں ہوش سنبھالا جہانگیرہ جو کہ دو دریاؤں سندھ اور دریائے کابل کے سنگم پر واقع ہے اور اس جگہ سے مجمع البحرین کا اصل نظارہ ملتا ہے۔

آپ کے والد محترم جناب محمد عاقل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی نیک اور غیرت مند انسان تھے اور زراعت میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت الشیخ کی والدہ محترمہ اس وقت کے شیخ الکل فی الکل، ماہر جمیع علوم وفنون حضرت مولانا فضل علی سے کسب

فیض کر چکی تھیں اور بارہ سال تک اس بحر بیکراں کی موجوں سے اپنے علم کی تشنگی بجھاتی رہی تھیں۔حضرت الشیخ خودفرماتے ہیں کہ میری والدہ کے علم کی پختگی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ مجھے اور تمام دیگر بھائیوں کو جنازہ کی نیت عربی میں اور دعا والدہ صاحبہ نے خود یاد کروائی تھی، جب کہ خود خاتون پر نماز جنازہ کی ادائیگی ضروری نہیں ہے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم مڈل تک جہانگیرہ میں حاصل کی اور میٹرک تر ڈیر ہائی سکول سے کیا۔اسی دوران آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ اور ابتدائی چند اسباق حضرت مولانا احسان الحق صاحب رحمہ اللہ سے پڑھے اور بعد میں ۳ سال شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید فخر سرحد حضرت مولانا عبدالحنان صاحب بارک اللہ فی حیاتھم القیمہ جو کہ 1977 یا 1978 کے آس پاس دارالعلوم دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کر چکے ہیں۔حضرت والا سے آپ نے ابتدائی کتب پڑھنا شروع کی جن میں کافیہ،فصول اکبری،شافیہ،منطق میں تہذیب اور بدیع المیز ان،شرح الوقایہ اولین اور آخرین شامل ہیں۔

تذکرہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نور اللہ مرقدہ:

حضرت والا علم وعمل کے پیکر،کردار وگفتار کے جامع اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کا شمار جہانگیرہ کی بڑی متمول ہستیوں میں ہوتا ہے۔آپ دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلاء میں سے ہیں جنہوں نے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عمائدین ملت اور خوگر انسانیت سے آس پاس کسبِ فیض کیا ہے۔آپ جمعیت علماء اسلام کے قدیم وفادار اور بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مفکر اسلام میدانِ سیاست کے فاتح محمود الملت والدین حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمھم اللہ تعالیٰ کے معتمد خاص رہے ہیں۔دارالعلوم دیوبند میں دوران طالبِ علمی بعض اسباق میں برکتِ سرحد متقی زمانہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک کے ہم سبق رہے ہیں۔آپ زعیم ملت حضرت مولانا

سمیع الحق صاحب مدظلہ کے سگے ماموں ہیں۔ جا بجا جامعہ میں قدم رنجہ فرماتے رہتے ہیں اور اپنی فیوض اور برکات سے سب کو مالا مال فرماتے ہیں۔

تذکرہ امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ:

جہانگیرہ کا دوسرا چمکتا ہوا ستارہ امام العصر خاتمۃ المحدثین فی الہند حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی اور اولین شاگرد تھے اور آپ کو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ۱۹۲۹ء میں دورہ حدیث کے سال ہر کتاب میں اول آنے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب تھے۔ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب حضرت بنوری کے ساتھ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے قائم کرنے والوں میں سے تھے۔ اور ان کے ابتدائی اور خصوصی ساتھی تھے اور فراغت میں ان سے ایک سال آگے تھے۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کے بعد حضرت الشیخ نے مولانا لطف اللہ صاحب سے ابتدائی تمام علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ حضرت والا سے کافیہ اور شرح وقایہ کی تکمیل کی، علم المعانی میں مشہور رسالہ صدریہ، نفحۃ الیمن، نفحۃ العرب، کفایت المتحفظ اور مقامات کے ابتدائی پانچ مقامے پڑھے۔ حضرت والا کو تاریخ عالم پر بہت عبور تھا اور مکمل تاریخ مستحضر تھی۔ پشتو زبان میں حضرت والا کی ایک تفسیر بھی ہے جو علمیت اور ادبیت کے عروج پر فائز ہے۔

جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن آمد:

اپنی بنیاد کو کندن کرنے بعد ایشیاء کی عظیم درسگاہ جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا رخ کیا اور 1973 میں درجہ رابعہ میں داخل ہوئے۔ بہت ہی دلجمعی اور انہماک سے علم کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔ ۱۹۷۷ء یہ محدث عالم شارح ترمذی اور امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے علوم کے امین حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی رحلت کا سال تھا۔ حضرت الشیخ نے بخاری کے ابتدائی تیرہ (۱۳) اسباق میں حضرت بنوری سے کسب فیض کیا۔ بخاری اور ترمذی کے جمیع علوم وفنون میں بقیۃ السلف الصالحین مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب سے استفادہ کیا اور ۱۹۷۷ء میں فراغت اور فضیلت حاصل کی۔

دیگر اساتذہ کرام:

(۱) حضرت مولانا ادریس میرٹھی صاحب رحمہ اللہ (۲) حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ

(۳) مولانا بدیع الزمان صاحب رحمہ اللہ (۴) مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمہ اللہ

(۵) حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیل صاحب رحمہ اللہ۔

آنجناب کا دورِ طالب علمی:

طالب علمی کے ابتدائی منازل بڑی دلجمعی سے طے کرتے ہوئے اساتذہ اور طلباء میں آپ نے بہت نمایاں مقام حاصل کرلیا۔ آپ کی فقیہانہ اور مفتیانہ طبیعت کو دیکھتے ہوئے آپ کے اساتذہ نے درجہ خامسہ اور سادسہ میں ہی آپ کا تقرر نیو کراچی F-11 میں واقع جامع مسجد چراغ الاسلام میں کیا۔ آپ نے ابتداء سے ہی جہت صالح کو اختیار کیا اور اس علاقے میں بہ بانگ دہل توحید کا نعرہ بلند کیا۔ آپ کی خطابت کی گہرائی اور گیرائی، امامت میں منفرد اور ممتاز مقام، اہل باطل کے خلاف رائے، فہم اور ادراک کے جوہر اور مناظروں میں مسلم، محقق اور مدقق تقریرات نے اس علاقے کی ایک بڑی آبادی جو بدعات وضلالت کی گمراہی میں گہری ہوئی تھی، کو مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے جہت سلیم اور احسن طریق کی طرف گامزن کیا اور ایک ایسا توحید کا قلعہ قائم کیا جو رہتی دنیا تک لوگوں کی رشد وہدایت کا چشمہ بن کے بہتا رہے گا۔

ھونٹوں پہ حق کی بات ھے دل محو فکر حق
اُن کی نظر نظر میں ھے پیغام فکر حق

اس سلسلے میں آپ نے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں جو کہ سنت انبیاء، طریق آئمہ اور یادگار اسلاف ہے۔ آپ کے اس بلند مقام اور اجتہادی صلاحیتوں سے متاثر ہوکر گلشن اقبال کے ذمہ داروں نے آپ کو گلشن اقبال بلاک نمبر ۲۔ جامع مسجد احسن میں امامت کا منصب اپنانے کی دعوت دی۔ جہاں آج ایک عالمی ادارہ جامعہ عربیہ احسن العلوم قائم ہے۔

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخِ عالم میں

بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ھوتا ھے

جامعہ عربیہ احسن العلوم کا قیام

1978 کے آس پاس حضرت الشیخ کی نگاہ غائر اور نگاہ دور رس نے فیصلہ کیا کہ ایک ایسے ادارے کی بنیاد رکھی جائے جس سے ایک چشمہ فیاضہ جاری ہو اور دنیا کو فیض رسانی کی جائے۔ اگرچہ جامع مسجد احسن میں آپ نے وعظ ونصیحت کے حوالے سے پہلے وہی درسیات کا آغاز کیا تھا اور نوجوانوں کے لیے تفسیر، فقہ، احادیث اور الطب النبوی جیسے اہم مضامین کے درس اسلاف کے طریق پر دیا کرتے تھے۔ جن میں ڈاکٹروں انجینئر وں اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کی بڑی تعداد شریک ہوتی تھی۔ مدرسہ کا قیام عمل میں آیا اور اس وقت کے علماء اور اتقیاء اور زعمائے ملت نے اس کی افتتاحی تقریب میں شرکت فرمائی۔

رنگِ محفل دیکھنے کو ھوش میں آئے تھے ھم
ھوش پھر اُڑنے لگے ھیں رنگ محفل دیکھ کر

وقت گزرتا گیا اور حضرت الشیخ کی عالمگیر شہرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور جامعہ عربیہ احسن العلوم کی روحانیت مرجعیت اور مرکزیت بڑھتی چلی گئی۔ اور بہت تھوڑے ہی وقت میں وفاداروں تابعداروں کا ایک بہت بڑا قافلہ تیار ہو گیا۔ ایک شخص جس نے تن تنہا اتنا بڑا بیڑا اٹھایا تھا آج ایک سمندر کی طرح ٹھاٹھے مارتا ہوا موجوں سے لبریز کاروان منازل اور مراحل طے کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ اس موقع پر ایک شعر بروقت یاد آ گیا۔

میں اکیلا ھی چلا تھا جانبِ منزل مگر
ھمسفر ملتے رھے اور کارواں بڑھتا گیا

حضرت الشیخ کا درس حدیث وتفسیر شروع ہوا تو ابتداء میں حضرت الشیخ نے دورہ حدیث کا آغاز کیا اور خود بخاری اور ترمذی پڑھانے کا عزم کیا۔ اسی سال کے آخر میں دورہ تفسیر کا بھی آغاز کیا جس نے بہت جلد اجابت و نیابت کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے اوج مقام کو اپنا مقدر بنایا اور تادم تحریر دورہ تفسیر میں داخل ہونے والوں کی تعداد سات ہزار سے زیادہ ہے جس میں خواتین کی ایک کثیر تعداد بھی شرکت کرتی ہے اور بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے

کہ:

هجوم زیادہ ھے کیوں شراب خانہ میں

فقط یہ بات کہ پیر مغاں ھے مردِ خلیق

حضرت الشیخ کا دورہ تفسیر صرف پاکستان میں نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں اپنی نظیر آپ ہے۔حضرت الشیخ کا دورہ تفسیر صرف قرآں کریم کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس میں حضرت تمام علوم کا احاطہ فرماتے ہیں۔تفسیر پر جب بحث کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ خود علامہ آلوسی یا امام فخر الدین رازی مسندِ تدریس پر جلوہ افروز ہوں،حدیث پہ کلام فرماتے ہیں تو امام بخاری اور امام مسلم کے ہم عصر معلوم ہوتے ہیں،فقہی ابحاث کے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا کوئی شاگرد فقہ کے موتی لٹا رہا ہے اور جب مختلف مضامین پر اشعار کی بارش فرماتے ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر مولانا روم اپنی مثنوی،شیخ سعدی اپنی گلستان،حافظ شیرازی اپنا دیوان اور غالب و میر وغیرہ اپنے اشعار حضرت کی زبان سے سن لیتے تو انہیں اپنے اشعار کے برمحل استعمال اور قدردانی پر مسرت ہوتی اور وہ یہ کہتے کہ ہمارے تمام اشعار حضرت الشیخ کے اندازِ بیان پر قربان ہیں۔

ماھرِ علم و ادب ایسا کوئی ھو تو بتاؤ

جس کی دنیا پر ھو غالب دینِ حق کا رکھ رکھاؤ

درس کی چند اہم خصوصیات

حضرت الشیخ کا درس عام رواج اور طریق سے ہٹ کر معانی،مطالب اور مفہوم کے گنجیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ جا بجا حسب ضرورت اور حسب طبع درس کو واقعات سے مزین فرماتے ہیں اور ان خوبانِ امت اور خوبانِ انسانیت کو درس کا حصہ بناتے ہیں جو خود کو عالم سرمدی اور عالم بہشتی میں مہمان نوازی کے حوالے کر چکے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جو ایک دفعہ حضرت کے درس میں بیٹھتا ہے یا جمعہ کے وعظ میں شرکت کرتا ہے تو دوبارہ کہیں اور نہیں جاتا گویا جو ایک دفعہ آیا وہ عرقِ دین اور روحِ دین سے ایسا متاثر ہوا کہ جیسے وہ سلک ہم آہنگی اور سلک ہم خیالی

میں پرولیا گیا ہو۔

هم نے دیکھی تھی اداکل تیرے دیوانوں کی
دھجیاں کچھ لئے بیٹھے تھے گریبانوں کی

گویا حضرت الشیخ کا وعظ، درس، افتاء وغیرہ وہ سرچشمہ اور سرشتہ ہے جو چار دانگ عالم میں فیض رسانی کر رہا ہے۔ بلا شبہ حضرت الشیخ کے بارے میں یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ "وعظ فرقیق، درس محقق، افتاء فدقیق"۔

حضرت الشیخ کی تصانیف

حضرت نے جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا تو دلائل اور شواہد کے وہ اسرار و رموز بیان فرمائے کہ جس کے بعد کسی قسم کے شکوک وشبہات اور وساوس باقی نہ رہے۔

(۱) احسن التسنیم فی ما احدث بعد صلوٰۃ و التسلیم

مبتدعین زمانے کے گھڑے ہوئے درود وسلام کے رد میں حضرت نے تحقیقی رسالہ تحریر فرمایا اور درود وسلام کے تمام اطراف اور اکناف بیان فرمائے۔

(۲) احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر

فقہ حنفی کی کسی بھی کتاب میں وتروں کے بعد نوافل منقول نہیں اور بمقتضائے حدیث اجعلوا اٰخر صلوٰۃ تکم بللیل وتر ابھی رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہئے۔ غلط رواج اور عمل حال کے پیش نظر تاکہ حدیث کی مخالفت سے لوگ محفوظ رہیں حضرت الشیخ نے یہ اہم اور علمی رسالہ تحریر فرمایا۔

(۳) احسن المقال فی کراھیۃ صیام ستۃ شوال

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزوں کا اہتمام ایک خاص رنگ اختیار کر گیا تھا جس سے رمضان المبارک کا مقام اور تقدس مجروح ہونے لگا تھا۔ جب کہ الامام الاعظم امام ابوحنیفہ اور آپ کے صاحبین نے ان روزوں کو مکروہ

قرار دیا ہے۔اور امام مالکؒ نے ان روزوں کو بدعت کہا ہے۔حضرت الشیخ نے اس کے فضائل کی حدیث پر سنداً اور متناً کلام فرمایا اور تمام عبارات کا احاطہ فرما کر واضح کیا کہ ان روزوں کو نہ رکھا جائے۔اس رسالے میں ملک کے بڑے بڑے عمائدین جیسے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب اور شہید اسلام حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب کی گراں قدر تقریضات شامل ہیں۔

(۴) پیغام مسرت

ابتداء میں کچھ علماء نے یہ فتویٰ شائع کیا کہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال ذاتی، درسیات اور دینی پروگراموں میں لوگوں کے لیے باعث تکلیف اور عدم سکون کا باعث ہے درحقیقت اس کے پیچھے کچھ حاسدین تھے جو حضرت الشیخ کے دورۂ تفسیر سے نالاں تھے اور یہ ان کی طرف سے کیا گیا اقدام تھا۔حضرت نے بروقت اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور ایک محقق رسالہ تحریر فرمایا۔اس رسالے کی ابتداء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب کے تائیدی کلمات بشکل تقریظ موجود ہیں۔

(۵) احسن المسائل و الفضائل

رمضان المبارک کے فضائل و برکات پر مشتمل مسائل و احکامات سے لبریز حضرت الشیخ کا یہ علمی مجلہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

(۶) احسن المناسک

عیدالاضحیٰ اور قربانی کے مسائل پر مشتمل یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود قربانی سے متعلق تمام مسائل اور فضائل پر محیط ہے۔

(۷) دینی امور پر اجرت لینا جائز ھے

ایک مسئلہ جو اہل علم کے یہاں معرکۃ الآراء رہا ہے اور وہ یہ کہ حفاظ کرام کو تراویح کے ختم میں یا قرآن خوانی وغیرہ میں اکراماً ھدیہ پیش کرنا کیسا ہے۔حضرت الشیخ نے اس رسالے میں اس مسئلہ کو واضح دلائل کے ساتھ بیان کیا

ہے۔

(۸)صدر اول کے طبقات مفسرین

تفسیر سے متعلق ابتداء میں جن حضرات نے تفاسیر تحریر فرمائیں اور مفسرین کی صف میں شامل ہوئے۔صحابہ سے لیکر تابعین اور تبع تابعین تک کا مختصر جائزہ اس رسالے میں موجود ہے۔اس کے علاوہ جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر واشاعت سے شائع ہونے والی تمام کتب (جن کا تذکرہ گزشتہ مضمون میں گزر چکا ہے۔) پر حضرت الشیخ کے گراں قدر مقدمات تقریظات اور پیش لفظ بھی شائع ہو چکے ہیں۔

(۹)معارف و محاسن

ماہنامہ الاحسن میں معارف ومحاسن کے نام سے شائع ہونے والے اداریئے بھی مستقل جلد پر محیط ہیں اور اس کے بھی دوسری جلد آنے والی ہے۔

(۰۱)احسن الخطبات

جمعۃ المبارک کے خطبات کا مجموعہ جو کہ ایک اندازے کے مطابق ۵۲ جلدوں تک جائے گی۔

(۱۱)احسن البرہان فی اقول شیخنا مولانا مفتی محمد زرولی خان:

یہ حضرت مفتی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جس میں حضرت والا نے اپنے قلم سے اپنی سوانح حیات کا بھی کچھ حصہ تحریر فرمایا ہے۔

(۲۱)مجموعہ احسن الرسائل

مفتی صاحب کے مختلف مسائل پر لکھے ہوئے دس رسائل کا یکجا مجموعہ ہے اس کی دو جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ہر جلد میں ۱0 رسائل ہیں۔

(۳۱)وفیات الاعیان فی اسفار العلماء ومجاھدین ھذالشان

ماہنامہ الاحسن میں چھپنے والے وہ تمام مضامین جو کہ شہداء اہلِ حق اور اکابرینِ امت کی وفات حسرت آیات پر لکھے گئے ہیں ان کو یکجا کر کے ایک کتابی شکل دی گئی ہے جو کہ عنقریب منصۂ شہود پر آنے والی ہے۔

جامعہ عربیہ احسن العلوم میں کتب حفظ وناظرہ اور درجہ تخصص میں طلباء کی کل تعداد ڈھائی ہزار (۰۰۵۲) ہے۔
مرکز کے علاوہ دیگر تمام شاخوں میں کتب اور درجہ حفظ کے طلباء کی کل تعداد دو ہزار (۰۰۰۲) سے متجاوز ہے
۔(بشکریہ الرٹ ڈاٹ کام)

☆☆☆☆

مفتی زرولی خان صاحبؒ کا مختصر تعارف

محمد داؤد الرحمن

نام:-محمد زرولی خان صاحب

تاریخ پیدائش:-1953

جائے پیدائش:-جہانگیرہ صوابی خیبر پختونخواہ پاکستان

اساتذہ کے نام:-علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ، شیخ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سند فضیلت:-بنوری ٹاؤن سے غالباً 1977۔78 میں ہوئی

مفتی صاحب علمی شجرہ میں امام العصر انور شاہ کشمیریؒ سے ان کی علمیت کی وجہ سے انتہائی متاثر تھے۔اسی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام بھی مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے نام پر انور شاہ رکھا۔

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان صاحبؒ نے 1398 ہجری میں ادارہ الجامعہ العربیۃ احسن العلوم کی بنیاد رکھی

جس میں سن 1988 سے باقاعدہ دورہ حدیث شریف شروع ہوا ہے۔

سالانہ چھٹیوں میں شاندار دورہ تفسیر کا اہتمام ہوتا ہے۔جسمیں ہر شعبہ زندگی سے وابستہ افراد اور خواتین (پردے کے ساتھ) باقاعدگی سے شریک ہوتی تھیں اور یہ درس ہر خاص وعام میں مقبول تھا۔

آپ کے درس تفسیر میں آپ پشتو اشعار کا ترنم میں پڑھا کرتے تھے

مفتی زرولی خان صاحبؒ مفتی محمودؒ سے کافی متاثر تھے اور اپنے درس وتدریس میں مفتی محمودؒ کے واقعات جابجا بیان کرتے ہیں

اللہ تعالی جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

ایک بے باک عالم دین کی وفات

لطیف الرحمٰن لطف

غالباً 1999 کی بات ہے جب ہم نے جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال میں درس نظامی کے پہلے درجے (اولی) میں داخلہ لیا کچھ دنوں بعد پتہ چلا کہ جامعہ کے عقب میں "احسن العلوم" کے نام سے ایک اور بڑا جامعہ ہے اور یہاں کے مہتمم مفتی زرولی خان ہیں جو ایک جید عالم دین ہیں اچھے خطیب بھی ہیں جستجو ایک دن ہمیں جمعہ کے لیے جامعہ احسن العلوم لے گئی ایک وجیہ اور نورانی چہرے والے عالم دین منبر پر جلوہ افروز تھے سر پہ سفید پگڑی تھی جو ایک خوب صورت سنہری ٹوپی کے اوپر نہایت سلیقے سے بندھی ہوئی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی فرشتہ منبر پر اتر آیا ہو۔

عالم کی گفتگو میں بلا کی فصاحت تھی وہ اپنی شستہ اردو میں علم کے موتی رول رہے تھے دور دراز سے آئے ہوئے طلباء کی ایک بڑی تعداد ان کے سامنے دم بخود بیٹھی تھی پورا مجمع ہمہ تن گوش تھا جس کا میں بھی حصہ تھا۔ سامعین کا انہماک اس قدر کہ گویا وقت کا پہیہ رک گیا ہو اور کسی کو گھڑی کی سوئی کی رفتار کا احساس تک نہ ہوا بھی سماعتیں شوق سے خطاب سن رہی تھیں کہ عالم نے "وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین" کہہ کر سامعین کو چونکا کر دیا سب نگاہیں سامنے دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف اٹھ گئیں میری نظر بھی اسی سمت اٹھی تو معلوم ہوا وقت نے پینتالیس منٹ کا فاصلہ طے کیا ہے۔

خطیب نے سب کو اپنی سحر بیانی میں اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ کسی کو پون گھنٹہ گزرنے کا احساس تک نہ ہوا اس دن سے مفتی صاحب کی تقریر سننے کا چسکا سا لگ گیا گلشن اقبال میں طالب علمی کے تین سالوں میں اکثر جمعہ مفتی صاحب کے ہاں پڑھنے کا معمول رہا۔

حضرت مولانا مفتی زرولی خان مرحوم "بسطۃ فی العلم والجسم" کے مصداق تھے مزاج شاہانہ تھا خوش لباس اور خوش خوراک تھے عمدہ قسم کی پگڑی اور جبہ زیب تن کیا کرتے تھے جو ان کے پر کشش قدوقامت کو چار چاند لگا دیتے تھے ان کی شخصیت بارعب اور طبیعت جلالی تھی بگڑ جاتے تو کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اپنے مسلک میں بڑے متصلب تھے ان کے جامعہ کے گیٹ کی پیشانی پر بھی ان کے مسلک کی نشان دہی جلی حروف میں کندہ ہے حالانکہ اکثر علماء دیوبند ایسا نہیں کرتے اور اسے ایک قسم کی فرقے واریت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اپنے اسی مسلکی تصلب کی وجہ سے بعض فرقوں کے بارے میں مفتی صاحب کا موقف بڑا سخت تھا خصوصاً بدعت اور شرک کے معاملے وہ کسی قسم کی لچک کے قائل نہ تھے ان کا اختلاف اور جلال سیلیکٹو نہیں ہوتا تھا جس چیز کو غلط سمجھتے ڈنکے کی چوٹ پر غلط کہتے چاہیے کسی پر بھی زد پڑے تنقید میں وہ اپنے اور پرائے کی تمیز کے قائل نہ تھے حق کہنے میں "**لا یخافون لومۃ لائم**" کی عملی تصویر تھے وہ حبیب جالب کے اس شعر کے مصداق تھے۔

ہمارے ذہن پر چھائے نہیں ہیں حرص کے سائے
جو ہم محسوس کرتے ہیں وہی تحریر کرتے ہیں

مفتی صاحب علمی دنیا کے آدمی تھے ان کی گفتگو سے مطالعے کی وسعت جھلکتی تھی دلائل کی رو سے جس بات کو درست سمجھتے برملا اس کا اظہار کرتے یہ نہیں دیکھتے تھے کہ دوسری طرف کون ہے اور ان کی تعداد کیا ہے شوال کے چھ روزوں کے عدم استحباب کے بارے میں اپنی تحقیق سے مطمئن تھے حالانکہ جمہور علماء اور خود ان کے اساتذہ کا موقف اس کے خلاف تھا اسی طرح تصویر، اسلامی بینکنگ سمیت بہت سے معاملات میں اپنے وقت کے اساطین علم سے کھل کر اختلاف کیا، تراویح میں قرآن سنانے اور قرآن خوانی کی اجرت اور تحائف وصول کرنے کے بارے میں بھی اپنی الگ علمی رائے رکھتے تھے۔

اس حوالے سے مضبوط علمی اور عقلی دلائل رکھتے تھے مفتی صاحب کے اپنے بڑوں، اساتذہ اور معاصر اہل علم سے علمی اختلاف سے ہمیں سیکھنے کی ضرورت ہے مدارس کے ماحول میں اختلاف رائے کی گنجائش ہونی چاہیے بلکہ اس کی پذیرائی ہونی چاہیے تا کہ فضلاء کو فراغت کے بعد کوئی مشکل پیش نہ آئے انہیں معاشرے کے مختلف

طبقات خصوصاً ملحدین کے غیر متوقع سوالات سے پریشانی نہ ہو ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ سمجھنے کے لیے سوال کرنا الحاد نہیں ہے بلکہ سمجھنے کے باوجود قبول نہ کرنا الحاد ہے۔(بشکریہ:الرٹ ڈاٹ کام)

☆☆☆☆

آہ! مولانا مفتی زرولی خان صاحبؒ

مولانا عرفان الحق حقانی

گزشتہ دوتین سال سے بڑے بڑے علماء ومشائخ کرام ومبلغین عظام جس تیزی سے اس دار فانی سے کوچ کرتے جارہے ہیں، اس سے علمی وعملی حلقوں کے رونقیں ماند پڑرہی ہیں۔ ہمارا قلم بھی پے درپے سانحات اظہار افسوس تعزیت کرنے سے عاجز ہوچلا ہے۔ ابھی ہم عظیم مبلغ مولانا عبدالرحمن کی رحلت پر لکھنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ مفتی محمد نعیم ہمیں داغ مفارقت دے گئے، اس پر سوچنے کا ایک طرح موقع بھی نہیں ملا کہ مولانا ڈاکٹر عادل خان کی شہادت کا حادثہ فاجعہ پیش آگیا۔ اب ایک نیا حادثہ جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم مولانا مفتی زرولی خان کی رحلت سامنے آیا۔

اللهم اغفرلهم وارحمهم واجعل الجنة الفردوس مأواهم آمين، بجاه النبي الكريم صلى الله عليه وسلم۔

حضرت مولانا مفتی زرولی خان کی شخصیت علمی فنی اعتبار سے مسلمہ تھی۔ محقق عالم دین ہونے کے ساتھ علمی حلقوں میں فارسی، اردو، پشتو اور عربی ادب کے اعتبار سے وہ جانے پہچانے جاتے تھے۔ علم حدیث پر دقیق نظر فقہی جزئیات پر عبور اور تفسیر کے فن میں یدطولیٰ کے حامل تھے۔ جہانگیرہ جیسے دور افتادہ گاوں سے اٹھ کر باب الاسلام دیبل کراچی پر چھا جانے والے اس عظیم کردار کے حامل انسان کا خاندانی پس منظر دیکھا جائے تو وہ ایک متوسط بلکہ غریب کسان گھرانے سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اپنے ثاقب ذہن اور سعی پیہم سے علمی مدارج طے کرنے کے بعد علم کی اشاعت میں اس طرح لگ گئے کہ دم واپسیں تک اس لائن سے جڑے رہے۔ تصلب فی الدین کا خاصہ انہوں نے اپنے اساتذہ سے ورثہ میں پایا، دبنگ وبارعب لہجہ، نڈر وبے باک انداز

بیان نے انہیں اپنے معاصرین میں نمایاں مقام پر لا کھڑا کر دیا تھا۔تحریر وقلم کے میدان میں آپ کو منفرد دلکھاری کی حیثیت سے جانا گیا۔اپنے قائم کردہ مدرسہ کی مسجد میں آخری دم تک امامت صغری کے منصب جلیلہ پر متمکن نظر آتے رہے اور صبح کی نمازوں میں ہمیشہ قرأت میں سنت کی پیروی طوال مفصل اور مخصوص صورتیں جمعہ کی صبح پڑھنے کا وطیرہ عمر بر قائم رہا۔دوران تقریر و درس برمحل و موقع حضرت سعدی، حضرت عبدالرحمن بابا اور مولانا روم کے اشعار پڑھنے کے خوگر تھے۔

مادر علمی دار العلوم حقانیہ سے تلمذ کا رشتہ نہ ہونے کے باوجود آخر تک اس سے عقیدت ومحبت کا تعلق نبھاتے رہے۔ جدی المکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور عم مکرم حضرت شہید ناموس رسالت مولانا سمیع الحقؒ کے مجالس میں حاضری جہانگیرہ آمد کے موقع پر اکثر کرتے رہے۔بعض اوقات احقر اپنے دادا مرحوم مولانا عبدالحق کے مرقد پر فاتحہ کے لیے جاتا تو موصوف کو پہلے سے وہاں موجود پاتا۔ہم جیسے اصاغر کے ساتھ دل کی محبت بلکہ ناز نخرے سب کچھ برداشت کرتے تھے۔والد ماجد مولانا اظہار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں فاضل دیوبند مولانا عبد الحنان کے سامنے اپنے زانوئے تلمذ ابتدا میں تہ کیے اور ان کی راہنمائی اور شفقت وتوجہ کے طفیل علمی لائن پر رواں دواں ہوئے۔درجہ رابعہ تک ان کے حجرے میں ان ہی سے جملہ کتب وفنون کے اسباق حاصل کئے، ساتھ ساتھ حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ خاص حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے بھی کسب فیض کرتے رہے۔1973ء میں جب مولانا عبدالحنان مرحوم ادائیگی حج کے لئے سفر پر روانہ ہونے لگے تو اس شاگرد رشید نے اپنے علمی حرج کا شکوہ کیا جس پر آپ نے انہیں کراچی جانے کا مشورہ دیا اور مولانا لطف اللہ سے سفارشی خط لے کر کراچی بھیج دیا اور اسی طرح آپ کراچی کے ہو کر رہ گئے۔جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا یوسف بنوری کے علاوہ بطور خاص حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی سے علمی خوشہ چینی کرتے رہے۔ مولانا مفتی احد الرحمن صاحب کا لطف وکرم بھی شامل رہا۔1978ء میں فراغت کے بعد گلشن اقبال میں جامعہ عربیہ احسن العلوم کے نام سے مدرسہ کا افتتاح مفتی ولی حسن رحمہ اللہ علیہ کے دست اقدس سے کروایا تھوڑے ہی عرصہ میں اس مدرسہ نے جو ترقی کے مدارج طے کئے، وہ آج کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہے۔

آپ کا شہرہ بعض علمی مسائل میں تفرد کا بھی رہا، اکابر دیو بند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے حد درجہ متاثر تھے، بنا بریں اپنے اکلوتے بیٹے کا نام اسی کے نام پر رکھا، ہمارے نانا مولانا عبدالحنان کی رحلت کے بعد میں نے الحق" میں مرحوم کے احوال وسوانح مرتب کیے، تو اس پر حد درج خوش ہوئے اور بار ہا تشجیع وحوصلہ افزائی فرمائی۔ میں بھی کبھی آپ کو اس سلسلہ میں چھیڑتا بھی تھا کہ آپ نے اپنے عظیم مربی اور استاد کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا اور نہ ہی شائع کیا، جس پر فرماتے کہ ابھی اس کا نمبر آرہا ہے، پھر میں آپ سے وہ مواد لینے کا عرض کروں گا، جو آپ نے استاد محترم سے ان کے قلم سے لکھوا کر حاصل کیا ہے، ہائے افسوس اب یہ سب کچھ قصہ پارینہ ہو گیا۔

تازہ خوانی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاھے گاھے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

مفتی صاحب مرحوم کا ایک گرامی نامہ جس میں ان کے تعلق خاطر پر روشنی پڑتی ہے۔ پیش خدمت ہے۔

محترم عزیز القدر مولانا عرفان الحق سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت بھرا ٹیلیفون اور پھر پُر شوکت والا نامہ باعث تسکین خاطر ہوا۔ فتاوی حقانیہ اور دیگر علمی منازل حق تعالی رو بترقی رکھے اور آپ حضرات اس عاجز اور فقیر کو جس طرح اپنائیت اور محبت سے یاد فرماتے ہیں، اس کے لیے میرے دل میں ایک خاص جگہ ہے جس کے سامنے الفاظ شکر نا کافی ہیں۔ اب اللہ رب العزت اس خالص اور مخلص رشت علم ودین کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائیں، اور طرفین کو علم کی بلندیاں اور عمل کے محاسین سے سرشار فرما کر ہر قسم کے شر ور وفتن سے محفوظ فرمائیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے شیرین ولذیذ اشعار آپ کے اخلاص ومحبت کے سانچے میں ڈھل کر یاقوت ویاسمین بن کر سامنے آئے ہیں۔

امید ہست کہ روئے ملال در نکشد
ازیں فن کہ گلستان نہ جائے دل تنگیست

حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کے نام پر عریضہ بھیج چکا ہوں۔ خدا کرے نیک ساعات میں شرف باریابی پائے۔ مناسب معلوم ہو تو آپ بھی اسے پڑھیے گا۔ محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ۔ 18 محرم الحرام 1423ھ

حضرت مفتی صاحب کو چند برس سے دمہ کا مرض لاحق تھا، اکثر سردیوں میں ان کو ہسپتال میں داخل ہونا پڑتا تھا مستقل طور پر کچھ عرصہ سے ان کو آکسیجن لگی رہتی تھی، اس دن بھی ان کے مرض میں شدت آئی تو اسے عام معمول کی بیماری سمجھی گئی لیکن کسی کو کیا خبر تھی کہ اب یہ بیماری مرض موت بن جائے گی۔ مفتی صاحب نے کچھ ماہ قبل درس قرآن کے دوران اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا کہ انور شاہ وقت کم ہے اور میں جا رہا ہوں، سفر بڑا طویل ہے اور پھر پشتو کا شعر کہا

بیا به ارمان راپسے اوکئے

راپسے به ټول جهان گورے زه به نی یم

یعنی میرے پیچھے حسرت وافسوس کرو گے اور پوری دنیا ڈھونڈو گے لیکن میں نہیں ملوں گا۔

(بشکریہ: روزنامہ اسلام 11 دسمبر 2020)

☆☆☆☆

مولانا مفتی زرولی خان صاحبؒ

مولانا الیاس گھمن

اللہ تعالی نے ختم نبوت کے صدقے اس امت کے علماء کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جانشینی اور وراثت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی عہدہ، منصب اور مقام نہیں کر سکتا۔ یہ سلسلہ عہد نبوت سے تا حال جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک رہے گا جب تک مشیت ایزدی میں ہوا۔ اس مبارک سلسلے میں بہت سے با کمال لوگ آئے اور اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرتے ہوئے آخرت کو کوچ کر گئے۔ انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک نام شیخ التفسیر والحدیث مفتی محمد زرولی خان رحمہ اللہ کا بھی ہے، جو 7 دسمبر 2020ء بروز پیر کراچی کے ایک کی ہسپتال میں ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ان للہ ما أخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ بأجل مسمی

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد زرولی خان رحمہ اللہ 1953ء کو جہانگیرہ ضلع صوابی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء و اجداد کا خاندانی پیشہ باغبانی رہا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے مولانا فضل علی رحمہ اللہ (خطیب جامع مسجد خنا خیل) سے اس وقت کا رائج بارہ سالہ عالمانہ نصاب مکمل کیا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدہ مرحومہ نے فرمائی۔

ایک مقام پر آپ خود فرماتے ہیں: ”

والدہ صاحبہ جہانگیرہ کے علماء کبار کے تذکرے ایسی عظمت و محبت سے فرماتیں کہ وہی علم دین پڑھنے کی رغبت و شوق کا اساس ثابت ہوا، حضرت اقدس مولانا لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ

اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب رحمہ اللہ کے تذکرے میں یہ ضرور فرماتی تھیں کہ وہ دیوبند پاس ہیں اور یہ

اس شان واحترام سے فرماتی تھیں جیسے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی عزت وشرافت کوئی اور نہیں۔ یوں دیوبند کے علماء اور خود دیوبندیت سے عقیدت ومحبت خون اور فطرت میں شامل ہوگئی۔

والحمداللہ علی ذالک

اکابر دیوبند خصوصا محدث العصر علامحمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ سے بہت قلبی مناسبت تھی۔ حضرت کشمیری کا تذکرہ کرتے وقت آبدیدہ ہوجاتے اور آپ پر ایک خاص حالت طاری ہوجاتی۔ اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنے اکلوتے فرزند کا نام انور شاہ رکھا۔

آپ نے قرآن کریم کا اکثر حصہ مولانا فضل علی رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا احسان الحق صاحب سے پڑھا۔ فقہ حنفی کی ابتدائی کتاب نورالایضاح مولانا عبداللطیف رحمہ اللہ سے پڑھی۔ مولانا عبداللطیف رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ نے مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ سے تقریبا تین سال تک تعلیم وتربیت حاصل کی، اسی زمانے میں آپ نے میٹرک کا امتحان بھی دیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے ملاقات کا واقعہ مفتی صاحب مرحوم اپنی زبانی یوں ذکر فرماتے ہیں:

کشمیر کے سردار عبدالقیوم خان نے راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب اور غالبا حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیھم کو کشمیر میں آئین نافذ کرنے کے خاکہ بنانے کے لیے طلب کیا تھا اسی سفر کے دوران مفتی صاحب مرحوم کی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، جس میں حضرت بنوری رحمہ اللہ نے آپ سے فرمایا آپ اوائل شوال میں ہمارے یہاں داخلہ کے لیے آجایئے۔

آپ جب وقت مقرر پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پہنچے تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے ہاتھ ملایا۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا داخلے بند ہوچکے ہیں۔ آپ نے حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ جہانگیرہ) کا خط نکال کر حضرت بنوری رحمہ اللہ کو دیا۔

حضرت بنوریؒ نے خط دیکھتے ہی فرمایا: معاف کیجئے! معاف کیجئے! آپ کا داخلہ تو شعبان میں اسی مدرسہ کے بانی

اور پہلے مدرس نے کرایا ہے اور یوں 7 شوال 1973ء کو درجہ رابعہ میں آپ کا داخلہ ہو گیا اور آپ نے رابعہ تا دورہ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھا۔

آپ کے اساتذہ نے آپ کو جامع مسجد چراغ الاسلام نیو کراچی سے جامع محمد احسن گلشن اقبال کراچی میں امامت وخطابت کے فرائض ادا کرنے کا حکم دیا، آپ قوت حافظہ کے مالک تھے، بیسیوں فقہی جزئیات مع عربی عبارات آپ کے نوک زبان رہیں۔ نماز جمعہ کے بعد سوالات وجوابات کی عوامی نشست ہوتی جس میں بہت سے لوگ مستفید ہوتے۔ آپ کا صحیح البخاری کا سبق بہت معروف ومشہور تھا، جس میں سینکڑوں طلبہ شوق ورغبت سے شریک ہوتے تھے۔ مدارس کی سالانہ چھٹیوں میں آپ کے ہاں جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں دورہ تفسیر ہوتا، جس میں علماء وطلبہ کی کثیر تعداد شریک ہوتی تھی اور انٹرنیٹ پر آن لائن بھی نشر کیا جاتا جس کی وجہ سے دنیا بھر کے اہل علم لوگ اس میں شرکت کرتے۔ دوران سبق موقع کی مناسبت سے آپ عربی، فارسی، اردو اور پشتو زبان میں کئی کئی معنیٰ خیز اشعار پڑھتے، زبان وبیان کا عالمانہ اور مہذبانہ سلیقہ رکھتے تھے۔ الغرض آپ تفسیر قرآن کے ماہر، حدیث مبارک کے عظیم شارح، فقہ اسلامی کے جید فقیہ اور مفتی وقت تھے۔

مجھے کئی بار جامعہ احسن العلوم کراچی میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کے پاس جانا ہوا۔ جب بھی گیا عزت و احترام کا سلوک کیا۔

متعدد بار میں نے وہاں بیان کیا۔ گزشتہ سال کے اپنے دورہ تفسیر کے لیے مجھ سے بھی رابطہ فرمایا اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں اس میں طلبہ کرام کو مسلکی حوالے سے بنیادی اور اصولی باتیں اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں پڑھاؤں۔

کچھ عرصہ پہلے آپ نے دوران درس تفسیر فرمایا: میں نے انور شاہ کو کہا: انور شاہ! وقت کم ہے میری روانگی ہے سفر طویل ہے۔ پھر ایک پشتو کا ایک شعر پڑھا اور فرمایا: ارمان کرو گے جہان ڈھونڈو گے، ملے گا نہیں آپ کو۔ کیا خبر تھی کہ یہ الفاظ اتنا جلد حقیقت کا روپ دھار لیں گے۔ تعزیت کے موقع پر میں نے اپنے سامعین کی

خدمت میں ایک آڈیو پیغام کے ذریعے حضرت سے حوالے سے پانچ باتیں پیش کی ہیں۔افادہ عام کے لیے قارئین کی خدمت میں بھی عرض کیے دیتا ہوں۔

نمبر 1: حضرت رحمہ اللہ کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی ان کی تمام حسنات، نیکیاں اور خدمات دینیہ کو قبول فرمائے، بشری تقاضے کے تحت خطائیں ہوئیں تو اللہ ان کو اپنے کرم سے معاف فرمادے۔

2: حضرت رحمہ اللہ کے لیے صدقہ کر کے نوافل پڑھ کے یا کوئی اور خیر کا کام کر کے ایصال ثواب فرمائیں۔

3: حضرت رحمہ اللہ کے اہل خانہ اور پسماندگان سے تعزیت فرمائیں۔

4: حضرت رحمہ اللہ کے ادارے کے ساتھ جو لوگ منسلک تھے، مزید اس تعلق کو مستحکم کرنے کا ارادہ فرمائیں۔

5: حضرت رحمہ اللہ کے جو دینی کام چل رہے تھے ان کیلیے دعائیں فرمائیں وہ جاری رہیں ان کے لیے تعاون کا ارادہ کریں کہ کام چلتے ہیں۔

آپ کے جنازے میں بہت بڑی تعداد میں فرزندان اسلام نے شرکت کی۔اللہ تعالی ان کو اپنی شایان شان جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بشکریہ: روزنامہ اسلام 10 دسمبر 2020)

☆☆☆☆

مولانا مفتی زر ولی خان صاحبؒ

پروفیسر عبدالواحد سج

جید علمائے دین کی پے در پے اموات لمحہ فکریہ ہے۔
گنے چنے حق گو علماء کا وجود امت کے لیے غنیمت سے کم نہیں۔ دین کی بقا کے لیے علماء کا وجود ضروری ہے۔ اسے شامت اعمال کہا جانا چاہئے کہ پروردگار کی ناراضی بڑھتی جارہی ہے۔ کورونا کی وبا کے باعث حرمین شریفین کی بندش اور اجتماعیت کی عملی مظہر عبادت حج کی موقوفیت کے تناظر میں دین کی تڑپ رکھنے والے علماء کرام کو یہ کہتے سنا گیا کہ ایسے حالات میں ہمارے جینے کا فائدہ کیا ہے؟ کچھ نے اس کا اظہار کیا اور کچھ دل ہی دل میں گھلتے رہے۔ دینی مدارس اور مساجد کی بندش نے انہیں بہت زیادہ مغموم کردیا۔ اس کے بعد تیزی سے علماء کرام کی رخصتی شروع ہوگئی۔

معاشرے میں علماء کرام کے ادب واحترام کی مفقودیت اور اس کے لیے شیطانی آلات الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کا استعمال اور ریاستی سطح پر بھی علمائے حق کو جائز مقام دینے سے نہ صرف احتراز برتا جاتا رہا بلکہ بعض مقتدرین ان پر حرف گیری کرتے ہوئے بھی نظر آئے۔ حق گو علماء کی شہادتیں اور ان کے قاتلوں کی عدم گرفتاری نے بھی علمائے حق کے قلوب پر چرکے لگائے۔
قیامت کی علامات میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ علمائے دین کے اٹھ جانے سے علم دین اٹھ جائے گا۔ حدیث مبارکہ خلاصہ یہ ہے
جب اللہ تعالیٰ دنیا سے علم اٹھانا چاہیں گے تو یکا یک نہیں اٹھائیں گے بلکہ دھیرے دھیرے علمائے دین کو اٹھائیں گے جس کی وجہ سے علم دین خود بخود اٹھ جائے گا، نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا

اور معاملہ جاہلوں کے ہاتھ میں آجائے گا ان سے دینی مسائل پوچھے جائیں گے
اور وہ اپنی رائے سے مسائل بتائیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

آج جس سے علماء کی بات کرتے ہیں، وہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ صرف جانتے ہی ہیں مگر کیا مانتے بھی ہیں؟ اگر دعویٰ جاننے کا درست ہو تو پھر ماننا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے اور نہ ماننے سے جرم بڑھ جاتا ہے اور اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک شخص اشارہ توڑتا ہے اور اسے سارجنٹ قانون کے خلاف ورزی پر ٹوکتا ہے تو وہ یہ جواب دے کہ مجھے علم ہے تو کیا سارجنٹ اسے چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ جب آپ کو قانون کا علم ہے تو پھر آپ کو اس جرم کی سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے اور جرمانہ بھی زیادہ ہوگا۔ لیکن دین کے حوالے سے لوگ اس کلیے کو ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ اس "جاننے" پر خود کو دین کے حقیقی احکام پر عمل کرنے سے انحراف کا مرتکب اور علماء کو تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔

موجودہ ماحول پر نظر دالیں تو ہمیں اپنے گرد وپیش یہی منظر دکھائی دے رہا ہے۔ ایسے میں شیخ الحدیث مفتی محمد زر ولی خان کی رخصتی عظیم ابتلاء ہے، جو علم وعمل میں اپنے اکابر کا نمونہ تھے۔ ان کے اخلاص، للھیت، تقویٰ اور دین کے مختلف شعبہ جات میں خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ وہ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے، تصنع، تکلف اور بناوٹ سے کوسوں دور تھے مگر استغناء اور خودداری کے جوہر سے مالا مال تھے، مخلوق خدا کی بھلائی، دین متین کی اشاعت اور حق گوئی ان کا شعار تھا، دین کے مراکز کی آب یاری ان کا طغرۂ امتیاز تھا۔ ان کی زندگی کا معتدبہ حصہ قال اللہ وقال الرسول اور قرآن وسنت کی علیم عام کرنے میں گزرا۔ نکتہ رس علماء میں سے تھے، اپنے اکابر علماء کے علوم ومعارف کے نہ صرف امین بلکہ مناد تھے۔ ان کو گفتگو دلائل کی قوت سے مزین ہوا کرتی تفسیر قرآن کا خاص ذوق رکھنے کے باعث وہ علماء وطلباء میں ہی نہیں عوام میں بھی مقبول تھے، اس لیے ان کے دورۂ تفسیر میں عام افراد کی بڑی تعداد شریک ہوا کرتی تھی۔ عربی وفارسی پر کمال عبور حاصل تھا۔ اپنے خطبات میں عربی اور فارسی اشعار موقع ومحل کے مطابق پڑھا کرتے۔ پشتو ان کی مادری زبان تھی،

اس لیے پشتو کے اشعار بھی پڑھا کرتے۔ چوتھائی صدی سے زائد وہ بخاری شریف کا درس دیتے رہے۔

شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مفتی اور مفسر بھی تھے۔قدیم نظریے کے حامل ہونے کے باوجود وقت کے تقاضوں کے مطابق عوام کی رہنمائی کا ملکہ رکھتے تھے۔

مولانا زرولی خان دین کے معاملے میں کسی مصلحت کے قائل نہ تھے اور نہ حق گوئی میں مداہنت اور نرم گوشے رکھتے بلکہ علی الاعلان اور ببانگ دہل حق کہتے، اس میں اپنے پرائے کی تمیز بھی نہیں کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ان کی سوالات جوابات کی نشست اور شب جمعہ درس بھی عوام میں مقبول تھا۔اتباع سنت ان کی زندگی کا لازمہ تھا، بلا کے حافظے کے مالک تھے، سیکڑوں اشعار ہی نہیں بلکہ کتب کی طویل عبارات، جلد اور صفحات کے نمبر تک اپنے خطبات میں بطور حوالہ پیش کرتے تو رشک آتا، کتب کا معتد بہ ذخیرہ ان کے کتب خانے کی زینت تھی اور نئی اچھی کتاب وہ فوری طور پر خریدا کرتے اور اس کا مطالعہ بھی فرمایا کرتے۔

بعض فقہی وعلمی مسائل میں ان کے تفردات اپنی جگہ مگر کسی وقت انہیں اپنی رائے سے رجوع کرنا پڑا تو انہوں نے اسے انا کا مسئلہ نہیں بنایا، کسی عالم کی بات کو دین کے خلاف جانا تو اس پر برملا تنقید کی مگر اس کی عزت واحترام کرتے رہے، فروعی اختلاف پر توسع اور اصولی اختلاف پر روک کرنا ان کی زندگی کا معمول تھا۔

مولانا زرولی خان شاعر بھی تھے اور خاموش تخلص کرتے تھے اور ادب، فصاحت و بلاغت کے منبر ومحراب پر دریا بہانے والے اپنے تخلص کی طرح دلائل و براہین، جرأت وحق گوئی میں درجہ کمال کے حامل اس بزرگ عالم کی خاموشی، اہل پاکستان کو خصوصاً اور عالم اسلام کو عموماً اداس کر گئی ہے۔خیبر پختونخواہ کے ضلع صوابی کے قصبے جہانگیرہ سے تعلق رکھنے والے شیخ الحدیث مولانا زرولی خان مولانا یوسف بنوریؒ کے شاگرد تھے ۱۹۷۸ میں ء

میں گلشن اقبال کراچی میں ادارہ جامعہ احسن العلوم قائم فرمایا اور چار دہائیوں تک فنون، تفسیر وحدیث کی تدریس فرما کرے /نومبر ۲۰۲۰ء کو اخصت ہوئے۔ اگلے دن ان کے جنازے میں عوام کی بھرپور شرکت نے یہ ثابت کردیا کہ دین کے لیے کام کرنے والوں کو اللہ جو مقبولیت عامہ دیتا ہے، وہ دنیاداروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ احسن الرسائل، احسن البرہان اور معارف ومحاسن جیسی تصنیفات اور ان کے خطبات کی آڈیوز کا ورثہ عوام الناس کی دینی واصلاحی راہنمائی کرتا رہے گا

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس کہ تم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

اان کی صحبتیں کب میسر ہوسکی ہیں، وہ اپنا رنگ وآہنگ ساتھ لے کر دار عقبیٰ سدھار گئے۔ اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ روزنامہ اسلام 12 دسمبر 2020)

☆☆☆☆

مفتی زرولی خانؒ
حق گو عالم دین

حبیب حسین

اسلام کی علمی واخلاقی روایات کے امین ایک ایک کرکے بزم دنیا کو خیر آباد کہہ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہور ہے ہیں۔سن 70 کی دہائی سے ہمت واستقامت کے ساتھ قرآن وحدیث کی تدریس کی مبارک مسند پر جلوہ افروز رہ کر تشنگان علم کو سیراب کرتے کرتے آخر مفتی زرولی خانؒ بھی مسافران آخرت میں شامل ہو گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی زرولی خان صاحبؒ چار سال سے سانس کے عارضے میں مبتلا تھے۔شدید علالت میں بھی ان کی مسند تدریس ویراں نہ ہوئی۔”کرونا“ کے سبب لاک داؤن کے دنوں میں انہوں نے آن لائن قرآن کے دروس دیے۔زندگی کے آخری جمعۃ المبارک کی تقریر سے تو اندازہ ہوا کہ صحت کافی بہتر ہوگئی ہے،مگر اچانک پھر شب کو انہیں دل کا عارضہ ہوا۔ہسپتال منتقل کر دیے گئے مگر جانبر نہ ہو سکے۔ان کے کوچ کر جانے سے ہم ایک ایسے حق گو اور جری عالم دین سے محروم ہو گئے جنہیں قرآن وحدیث سے عشق اور کتابوں سے جنون کا رشتہ تھا۔ان کی ساری زندگی اس عشق اور اس جنون کی عملی تصویر تھی۔ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا وہ کبھی پر نہ ہو سکے گا۔

مفتی صاحبؒ اپنی وضع کے منفرد عالم دین تھے۔وہ اسلاف کی روایات پر شدت سے کاربند تھے۔ان کی تحریر وتقریر میں اسلاف کی علم پروریوں اور اخلاقی قدروں کے حوالے بکثرت ملتے تھے۔علامہ شاہ انور شاہ کشمیریؒ اور ان کے شاگرد رشید امام محمد یوسف بنوریؒ سے انہیں والہانہ عقیدت وشیفتگی تھی۔

دونوں حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا چہرہ وارفتگی اور انبساط کی دلکشا کیفیت کی معصوم تصویر بن جاتا تھا۔ جیسے ایک ننھا طالب علم اپنے محسن استاذ کے روبرو ادب وتواضع کا پیکر بنا کھڑا ہو۔ کتابیں ان کا اوڑ نا بچھوڑ نا تھیں۔ چنانچہ بیرون ممالک سے منہ مانگی قیمت پر انہوں نے بیسیوں نایاب کتابوں کے مخطوطے حاصل کیے۔ وہ کتاب پڑھتے ہی نہ تھے بلکہ دماغ کی لوح پر اس کا عکس اتار لیا کرتے تھے۔ گفتگو کے دوران روانی سے بے تکان وہ کتابوں کے حوالے دیا کرتے تھے۔ میں نے راسخ اہل علم کی مجلسوں میں علمی مسائل پر ان کی گفتگو سنی۔ وہ اپنے بے باک اور دل پذیر طرز تکلم کے لیے مشہور تھے۔ ممتاز اہل علم کی مجلس میں گفتگو کرتے تو سب پر حاوی ہو جاتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پشتو کے بے شمار اشعار نوک زبان تھے۔ متقدین ومتاخرین کی کتابوں کے عربی متون وہ اہل علم کی مجلس میں انشراح سے پیش کرتے تھے جیسے ان کے سامنے درس گاہ کے طلبہ بیٹھے ہوں۔ عربی عبارت میں وہ اعراب کی صحت کا خیال رکھتے تھے۔ خوابوں کی تعبیر میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ بذلہ سنج، حاضر جواب اور بدیہہ گو تھے۔ موقع محل کی مناسبت سے برجستہ چٹکلہ، شعر یا کوئی ضرب المثل پیش کرنے میں شاید ہی ان کی نظیر مل سکے۔ درس میں، مجلسی گفتگو میں وہ عربی، فارسی، اور پشتو کے اشعار وہ اپنی خاص لے میں پڑھتے تھے۔ مفتی صاحب کے اس طور سے میری طرح کے بہتوں کو محبت تھی کہ لگی لپٹی رکھے بغیر اپنی بات کہہ جاتے۔ اس ادا سے ان کے بعض معاصرین کو خفگی ہو جاتی تاہم اپنی غلط فہمی پر متنبہ ہونے کے بعد اعلانیہ رجوع کو کبھی انہوں نے انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔ اہل علم سے محبت کرتے تھے۔ ہمارے ایک دوست بتا رہے تھے کہ پشاور سے آئے ہوئے علماء کے ایک وفد کے ساتھ م مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس کے لیے میں نے مفتی صاحبؒ سے پیشگی وقت لیا تھا۔ جب جامعہ احسن العلوم کی گلی میں داخل ہوئے تو طلبہ دورویہ قطار بنائے، پھول ہاتھ میں لیے مہمانوں پر نچھاور کرنے لگے۔ گیٹ پر پہنچے تو خود مفتی صاحبؒ دو بکروں اور ایک بڑے جانور کے ساتھ استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ تینوں کو موقع پر ہی ضیافت کے لیے مہمانوں پر قربان کر دیا۔

کراچی میں ان کے جو چند بے تکلف دوست تھے۔ان میں ہمارے استاذ ڈاکٹر مولانا عادل خان شہید بھی تھے۔ڈاکٹر صاحبؒ جب ملائیشیاء میں مقیم تھے تو اِس نا کارہ کے موبائل سے واٹس پر ان کو محبت بھرا صوتی پیغام دیا۔اسی دوران مفتی صاحب دورہ حدیث کی کلاس میں تشریف لے جا رہے تھے اور ساتھ ساتھ پیغام بھی پشتو میں ریکارڈ کروا رہے تھے۔مقفیٰ اور بلیغ دعائیہ کلمات اس قدر روانی سے کہتے رہے کہ ان کی زبان کی فصاحت پر رشک آتا تھا۔مفتی صاحبؒ نے اس گفتگو میں فرمایا ڈاکٹر صاحب! آپ کراچی کو یتیم کر کے چلے گئے ہیں۔خدارا واپس لوٹ آیئے۔یہاں مدارس و مساجد کا مقدمہ جس جرات سے آپ لڑ سکتے ہیں، وہ جرات کسی میں نہیں۔ان کے دوست مولانا ڈاکٹر عادل خان شہید پاکستان لوٹ آئے اور مدارس کا ہی مقدمہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔دونوں میں قدر مشترک جرات تھی۔آج مفتی زرولی خانؒ کی روح بھی اپنے یار بے تکلف سے مل کر شادکام ہوئی ہوگی۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام 23 ربیع الثانی 1442ھ بمطابق 9 دسمبر 2020ء)

☆☆☆☆

حق گوئی کی تجسیم
مفتی زرولی خانؒ حق گو عالم

اے رفی حسین

ہمارے اس مادہ پرستی اور جاہلیت جدیدہ کے پر آشوب زمانے میں جن بزرگوں پر قرون اولی کے نفوس کا گماں ہوتا جنہیں دیکھ کر اسلاف کی یادیں تازہ ہوتیں جو حق گوئی کے مجسمے تھے جرات بہادری کی لازوال داستان تھے علم وفن کے شاہسوار تھے روایت ودرایت کے سپہ سالار تھے جو لومۃ لائم سے بے خوف مشکل وقت میں سچ اور حق بولتے تھے، جنکی جوانب سے علم پھوٹتا، جنکی اطراف میں برکتیں مچلتیں، جنکے وجود پر فرشتے رشک کرتے، جنکی موجودگی پہ زمین نازاں تھی، جنکا سونا بھی عبادت تھا اور حفاظت دین کی اونچی فصیلیں تھیں، جنکے علم کا سورج نصف النہار پر تھا، جو عشق رسالت مآب میں سرتاپا عرق تھے، جو حب صحابہ کے زندہ تعبیریں تھے، جو دشمنان دین پر بہت بھاری تھے،

آہ جن پر القابات سجتے تھے، جن کے بارے مبالغے کے صیغے بھی ماند پڑتے، جو شعور وآگاہی کے سمندر تھے، جو عرفان کے سیل رواں تھے، جنکو علوم عالیہ پر دسترس ہی نہیں مہارت تامہ تھی، جو ممبر ومحراب کی شان تھے، جو طلباء کی جان تھے، جو ریت اکابر کا مان تھے، جو حق بات پر چٹان تھے، جو ناموس رسالت وصحابہ اور اہل بیت کے دربان تھے، علوم قدسیہ کے نگہبان تھے،

جنکے نطق کا حرف حرف موتی تھا، جنکی سطر سطر محبت کی مالا تھی، جنکا ہر جملہ معرفت کا قلزم تھا، فتنوں کے سرکوب تھے،

ایسے قافلے کے ایک اور راہرو وقت کے انور شاہ وارث علوم حضرت بنوری فقیہ محدث محقق مفتی زرولی خان بھی جانب جاناں چل دئے

اکابرامت کا پے درپے یوں چلے جانا علم کے اٹھ جانے کا سبب ہے

کیا یہ وہی دور تو نہیں جس بارے رسول کریم نے فرمایا تھا کہ علم اٹھالیا جائے گا علماء کے اٹھائے جانے سے

حضرت مفتی صاحب کے جانے سے ٹھیٹھ روایتی طبقے کو شدید دھچکا لگا کیوں کہ زبردست روایتی مزاج تھا شاہانہ طبیعت کے عجیب فقیر تھے نوجوان متساہل علماء کے گوشمال تھے بغیر لگی لپٹی

میڈیائی مفکرین کی بروقت اور دوٹوک گرفت حضرت ہی کا خاصہ تھا

خلا پہ خلاء پیدا ہو رہا ایک خلا پُر نہیں ہوتا کہ دوسرا جنم لے لیتا ہے

خدایا ہمارے حال پر رحم فرما ہم سب کو انکے علوم کی برکات سے مستفید کرا انکا نعم البدل عطاء فرما حضرت مفتی زرولی خان صاحب کے درجات بلند فرما

میں حضرت کے لواحقین گھر بار تلامذہ متوسلین سے اظہار تعزیت کرتا ہوں سچی بات تو یہ ہے کہ یہ قومی نقصان ہے امت کا غم ہے ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں کیونکہ یہ غم مشترکہ غم ہے۔

☆☆☆☆

سفیر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مفتی زرولی خانؒ

نوید مسعود ہاشمی

جیو تو ایسے جیو کو ہر شخص احترام کرے
مرو تو ایسے مرو کہ دنیا تمہیں سلام کرے

وہ جب تک زندہ رہے تو دوست دشمن سب نے انہیں احترام دیا......لیکن جب دنیا سے رخصت ہوئے تو انسانیت سے پیار کرنے والے ہر شخص نے انہیں سلام عقیدت پیش کیا......وہ مفسر قرآن بھی تھے، شیخ الحدیث بھی تھے......استاذ العلماء بھی تھے......فقیہ اُمت بھی تھے......وہ علم کی آبرو تھے، علماء کا وقار تھے، علم وتقویٰ، حلم وتدبر، حق گوئی وبے باکی، جرات وبہادری ان کے مزاج کا حصہ تھی، اگر میں یہ لکھ دوں کہ وہ اسلامی غیرت کا شہکار تھے تو بالکل درست ہوگا۔

رُکے تو چاند چلے تو ہواؤں جیسا تھا
وہ شخص دھوپ میں بھی چھاؤں جیسا تھا

وہ جو علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے......بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا، وہ اس کا صحیح مصداق تھے......وہ جہالت، مفاد پرستی، لسانیت، فرقہ واریت کے اس دور میں مینارہ نور تھے......بقول شاعر۔

زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

وہ 1953ء میں ضلع صوابی کے علاقے جہانگیرہ میں پیدا ہوئے اور پھر 1973ء میں عالم اسلام کی معروف دینی یونیورسٹی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں داخل کروادیئے گئے...... جہاں انہیں محدث العصر ولی کامل حضرت علامہ سید یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ، مفتی اعظم شیخ طریقت مفتی ولی حسنؒ ٹونکی، امام اہلسنت مفتی احمد الرحمنؒ جیسے اکابر علماء کی شاگردی اور صحبت میسر رہی......کیا یہ عجیب بات نہیں تھی کہ 1953ء میں جہانگیرہ میں پیدا ہونے والے حضرت مفتی زرولی خانؒ کو 8 دسمبر 2020ء کے دن جب کراچی میں دفن کیا جارہا تھا تو صرف کراچی، جہانگیرہ یا پاکستان ہی نہیں...... بلکہ مشرق ومغرب کے علماء اور اہل دل مسلمان ان کی وفات پر آنسو بہا رہے تھے۔

تیری زبان تھی حق وصداقت کی ترجمان
تجھ کو نہ کر سکے گا فراموش یہ جہاں

''ہائے او، موت تجھے موت ہی آئی ہوتی''''موت'' کتنے بڑے انسان کو ہم سے چھین کر لے گئی......قحط الرجال کے اس دور میں ان کی شخصیت انسانیت سازی کا عملی نمونہ تھی، وہ توحید کے علمبردار، ختم نبوتؐ اور ناموس رسالتؐ کے فداکار، ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کے محافظ اور وکیل......سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ عمر بھر سارے کے سارے دین اسلام کے چوکیدار اور پہریدار بن کر رہے، مجھے مت روکو، مجھے رونے دو، میرا جی بھر کر رونے کو دل چاہتا ہے، بات مفتی زرولی خانؒ کے جانے کی نہیں......لوگو! یہاں علم کا شہسوار اور عمل کے جہاں کا سلطان اعظم چلا گیا، یہ تنہا میرا رونا نہیں...... بلکہ رونا ہے زمانے کا، عاشق رسولؐ حضرت مفتی زرولی خان نوراللہ مرقدہ کی کس ادا پہ کیا کیا لکھوں؟ وہاں تو!

راہ محبت میں ہم نے سوچا سر جھکائیں کہاں سے پہلے
ہر اک ذرہ پکار اٹھا یہاں سے پہلے، یہاں سے پہلے

وزیروں، مشیروں، سیاست دانوں نے ان کی وفات پر جو تعزیتی بیانات جاری کئے......میں ان کا ذکر نہیں کروں گا، ہاں البتہ دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور امریکہ کو خاک چٹانے والے افغان طالبان نے ان کے

حوالے سے جو تعزیتی بیان جاری کیا......اس کا تذکرہ ضرور کرنا چاہوں گا، افغان طالبان نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ ''پاکستان کے ممتاز اور جید عالم دین شیخ الحدیث مفتی زرولی خانؒ امت مسلمہ کے مایہ ناز، دلیر، بہادر اور ممتاز عالم تھے......ان کی وفات علمی میدان میں عظیم نقصان ہے'' وہ افغان ''طالبان'' کہ جو پوری دنیا میں خود جرات و بہادری کا استعارہ ہیں......وہ جب شیخ الحدیث مولانا مفتی زرولی خان نور اللہ مرقدہ، کی بہادری اور دلیری کی تعریف کریں گے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مفتی زرولی خانؒ، جرات و بہادری کا ایک مکمل انسٹی ٹیوٹ تھے۔

وہ جس کی جرات بے باکی سے سفاک ڈرتے تھے
وہ جس کے بازوؤں کی دھاک سے افلاک ڈرتے تھے

اس خاکسار کو کئی مرتبہ ان کی محفلوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا، وہ واقعی ایسے تھے کہ جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔

حسن وہی ہوتا ہے کہ جس کا سوکن بھی اعتراف کرے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

انہوں نے جامعہ احسن العلوم میں دورہ تفسیر قرآن کی جو بنیاد رکھی تو پھر اس کا ڈنکا ملک بھر میں بجا......قرآن پاک کے شیدائی دور دور سے ان کے دورہ تفسیر قرآن میں کشاں کشاں چلے آتے......افغان طالبان کا انہیں خراج تحسین پیش کرنا......یہ بات سمجھا رہا ہے کہ وہ سفیر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تھے ہی......مگر ساتھ ساتھ جہاد و قتال کی عبادت سے بھی والہانہ عقیدت رکھتے تھے......آج کل ایک نیا مرض بڑی شدت سے دلوں اور دماغوں پر حملہ آور ہے اور وہ یہ کہ رخصت ہونے والے اکابر علماء کے علم، حلم، تقویٰ وطہارت کو تو بیان کرو......مگر ان کے عظیم جہادی کردار کو چھپالو! خدا کے بندو......جب تم اکابر علماء کی ایک ایک ادا کو بیان کرنا ثواب سمجھتے ہو تو پھر ان کے جہادی کردار پر، پردہ ڈال کر کس کو خوش کرنا چاہتے ہو؟

مجھے یہ لکھنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اپنے سربلند اساتذہ، حضرت اقدس مفتی احمد الرحمنؒ اور حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی نور اللہ مرقدہ، کی طرح مفتی زرولی خان مرحوم کو جہاد کی عبادت سے بھی خوب رغبت تھی...... وہ افغان طالبان ہوں، کشمیر کے مظلوم مسلمان ہوں یا فلسطین اور برما کے مظلوم مسلمان......سب کیلئے یکساں تڑپتے تھے ......وہ علم وعمل کا ایک ایسا چراغ تھے کہ جس سے ہزاروں چراغ روشن ہوئے، انہوں نے اپنی ساری عمر قوم کے معماروں کے اخلاق وکردار کو سنوارنے میں گزار دی، قرآن پاک پڑھنا، پڑھانا، قرآن کی تفسیر بیان کرنا، علم حدیث سے طلباء کے دلوں کو منور کرنا، انہیں بے حد محبوب تھا، اللہ ان کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اس چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

(بشکریہ: روزنامہ اوصاف)

☆☆☆☆

مفتی زرولی خانؒ فی دارِ رحمان

ابومعاویہ محمد معین الدین ندوی قاسمی

گزشتہ شام تقریباً آٹھ سوا آٹھ بجے واٹس ایپ کے گروپوں میں ایک خونچکاں اور درد وکرب سے لبریز خبر پڑھنے کو ملی، پڑھ کر یقین نہیں آرہا تھا، دل میں بار بار خیال آرہا تھا کہ اللہ کرے خبر جھوٹی ہو، لیکن ایسا اس وقت ممکن تھا، جب کہ یہ غم انگیز خبر صرف ایک دو گروپ میں ہوتی، یہاں تو ہر گروپ اور بعض احباب نے پرسنل پر بھی ارسال کیا تھا کہ علوم ومعارف کے نیر تاباں، سرتاج محدث ومفسر، علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے عاشق صادق، بے باک عالم دین حضرت مفتی زرولی خان رحمہ اللہ (بانی وناظم وشیخ الحدیث: جامعہ عربیہ احسن العلوم، کراچی، پاکستان) اب اس فانی دنیا میں نہیں رہے بلکہ عالم جاودانی کی طرف ہمیشہ ہمیش کے لئے کوچ کر گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون، ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی کل شيء عندہ باجل مسمی

حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ اس قحط الرجال دور میں علم وعمل کے بحر بیکراں تھے، باری تعالیٰ عز اسمہ نے حضرت والا کو ان گنت خوبیوں سے نوازا تھا۔

آپ رح وقت کے محدث بھی تھے مفسر بھی، فقیہ بھی اور ولی اللہ بھی تھے، موجودہ دور میں چند ایک ایسے محدث گذرے اور ہیں جو بیک وقت محدث ومفسر اور فقیہ ہیں، اس سلسلۃ الذہب میں ایک نام حضرت مفتی زرولی خان رحمہ اللہ کا بھی تھا۔

حضرت مفتی صاحب رح کے نام سے آشنائی اس وقت ہوئی جب آپ رح نے تراویح کی اجرت کو جائز قرار دیا، اور آپ کا اپنے مخصوص لب ولہجہ میں معاوضہ علی التراویح کی جواز کا وائس آئیڈیو وائرل ہوا، اور شوشل میڈیا پر خوب گردش میں رہا، اگرچہ بعد میں بعض مفتیان عظام نے اس کی تردید کی اور اس مسئلہ کو آپ رح کا تفرد کہا گیا۔

لیکن حضرت مفتی صاحب رح اپنے نظریہ پر قائم رہے اور بخاری شریف سے دلیل، اسی طرح حرم کعبہ میں موجود ائمہ کرام کو جو تحفے اور ہدایا ملتے ہیں اس کو بھی دلیل میں پیش کرتے تھے۔

آپ رح کئی ایسے معاملے پر کھلے لفظوں میں بولتے تھے جہاں اکثر اہل علم چشم پوشی کی راہ کو اختیار کرتے ہیں جیسے تحریک تبلیغی جماعت، تبلیغی احباب کی غلطیوں پر آزادانہ طور پر نکیر فرمایا کرتے تھے۔

آپ رح کی کئی علمی تصنیفات بھی ہیں دو کتابوں کی مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہے، پہلی کتاب "احسن الرسائل" (اول) اور دوسری کتاب "احسن البرہان فی اقوال شیخنا مولانا مفتی زرولی خان" (ثانی)

ثانی الذکر میں تقریبا ساٹھ صفحات پر آپ رح کی خودنوشت سوانح بھی ہے، دونوں کتابیں "پی، ڈی، ایف" میں ہونے کی وجہ سے مکمل تو مطالعہ نہیں کیا البتہ اکثر مقام زیر بصارت رہی۔

ثانی الذکر کتاب کی ابتدا میں آپ رح اور کتاب سے متعلق چند اشعار بھی ہیں:

* شیخ مفتی زرولی صاحب کی بھی کیا شان ہے *

* اک مکمل عالم دین کی یہی پہچان ہے *

* علم کی دریا بہادینا ہے ان کی اک ادا *

* یہ کتابی شکل میں اک خلق پر احسان ہے *

* قافلہ در قافلہ کتنے دلائل اس میں ہیں *

* احسن البرہان آخر احسن البرہان ہے *

آپ رح کی تاریخ ولادت 1953 / اور جہانگیرہ ،صوابی (پاکستان) جائے ولادت ہے، والد محترم کا نام محمد عاقل اور دادا کا نام عمر دین ہے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر کافیہ،شرح وقایہ تک کی کتب وطن میں ہی حاصل کی، اسی کے ساتھ دوسری طرف میٹرک کے سالانہ امتحانات سے بھی فراغت ہوئی، آپ کافیہ کے حافظ تھے، اس کے بعد آپ کراچی کے عظیم دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن آئے، اور اس کا محرک علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ بانی جامعہ ہی تھے۔

7 /شوال 1973 ءکو جامعہ میں درجہ رابعہ میں داخلہ ہوا، اور پھر یہیں درجہ خامسہ تا دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم ہوئی، سن فراغت 1977 / ہے اس کے بعد ہی سن 1978 / میں الجامعہ العربیہ احسن العلوم کی بنیاد رکھی گئی، اور اپنی محنت ولگن سے جلد ہی اسے بارآور بنایا 1988 / سے دورہ حدیث شریف کا آغاز ہوا، سالانہ تعطیل میں دورۂ تفسیر بھی اسی سال سے باقاعدہ طور پر شروع ہوا جس میں ہر شعبہ سے متعلق افراد شریک ہوا کرتے تھے، گویا کہ آپ رح کی ذات سے خلق کثیر مستفیض ہورہی تھیں، جو اب اس عالم میں دائمی طور پر منقطع ہوگئ۔

اللہ تعالی آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی ٹھکانہ عطا فرمائے (آمین)

بشکریہ: بصیرت آن لائن

☆☆☆☆

شمشیر بے نیام
مفتی زرولی خانؒ

مولانا نورالحسن انور

انسان آیا ہے جانے کے لئے دنیا کسی کا بھی مستقل ٹھکانہ نہیں موت کی آندھی کے آگے نہ کسی کا حسن نہ جمال وکمال نہ تاج وتخت کچھ نہیں چلتا یہ نظام قدرت ہے بڑی بڑی مادی طاقتیں اور مشرق سے مغرب تک قائم ساری حکومتیں موت کے سامنے عاجز و بے بس ہو جاتی ہیں۔ موت بندوں کو ہلاک کرنے والی، بچوں کو یتیم کرنے والی، عورتوں کو بیوہ بنانے والی، دنیاوی ظاہری سہاروں کو ختم کرنے والی، دلوں کو تھرانے والی، آنکھوں کو رلانے والی، بستیوں کو اجاڑنے والی، جماعتوں کو منتشر کرنے والی، لذتوں کو ختم کرنے والی، امیدوں پر پانی پھیرنے والی، ظالموں کو جہنم کی وادیوں میں جھلسانے والی اور متقیوں کو جنت کے بالا خانوں تک پہنچانے والی شئ ہے۔

موت نہ چھوٹوں پر شفقت کرتی ہے، نہ بڑوں کی تعظیم کرتی ہے، نہ دنیاوی چوہدریوں سے ڈرتی ہے، نہ بادشاہوں سے ان کے دربار میں حاضری کی اجازت لیتی ہے۔ جب بھی حکم خداوندی ہوتا ہے تو تمام دنیاوی رکاوٹوں کو چیرتی اور پھاڑتی ہوئی مطلوب کو حاصل کر لیتی ہے۔ موت نہ نیک صالح لوگوں پر رحم کھاتی ہے، نہ ظالموں کو بخشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کو بھی موت اپنے گلے لگا لیتی ہے اور گھر بیٹھنے والوں کو بھی موت نہیں چھوڑتی۔ اخروی ابدی زندگی کو دنیاوی فانی زندگی پر ترجیح دینے والے بھی موت کی آغوش میں سو جاتے ہیں اور دنیا کے دیوانوں کو بھی موت اپنا لقمہ بنا لیتی ہے۔

موت آنے کے بعد آنکھ دیکھ نہیں سکتی، زبان بول نہیں سکتی، کان سن نہیں سکتے، اسی راستے کے مسافر ایک مطبع سنت عالم دین مفتی زرولی۔کون مفتی زرولی؟ صاحب کشف بزرگ مفتی زرولی۔کون؟ باطل نظریات کے مقابلے میں شمشیرِ بے نیام مفتی زرولی خان کا تعلق علمائے حق کے اس قبیل سے تھا جس نے چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنی روایات اور قدیم علوم وفنون پر دسترس حاصل کی۔ان کا تعلق صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی اور گاؤں جہانگیرا سے تھا، 1953 میں مولانا عبدالحنانؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور بعدازاں 1973 میں جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ لے لیا۔دورہ حدیث تک اسی عظیم درس گاہ سے تعلیم حاصل کی۔آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی، مفتی احمد الرحمانؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ شامل ہیں۔سند فراغت کے حصول کے بعد کراچی میں ہی جامعہ عربیہ احسن العلوم کے نام سے ادارہ قائم کیا، اللہ رب العزت نے بہت جلد اس ادارے کو ملک کی ممتاز درسگاہوں کی صف میں لاکھڑا عہد حاضر میں ان کا شمار علماء کرام کے اس طبقے سے ہوتا تھا جو صرف قرآن وسنت کی روشنائی سے زمانے کو ہی منور نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنی زندگی کا ایک ایک پل قرآن وسنت کی اتباع میں گزار کر عملی نمونہ پیش کرتے رہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت کے مسائل کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتے تھے اور کبھی مصلحت کا شکار دکھائی نہ دیے۔بلاشبہ ایسی شخصیات ملک وقوم کا سرمایہ ہوا کرتی ہیں جو گوشہ نشینی اختیار کیے ہوئے ہی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں گزار کر دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جاتی ہیں۔آپؒ نے تمام عمر نماز پنجگانہ میں اسی ترتیب کو اختیار کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو سکھائی تھی۔مفتی زرولی خانؒ علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے نا صرف متاثر تھے بلکہ ان سے والہانہ عقیدت بھی رکھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا نام اپنے شیخ کے نام پر انور شاہ رکھا۔آپؒ صاحب کشف بزرگ بھی تھے، ساری زندگی قرآن وسنت کی دعوت دی 67 سالہ مسافر آخر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا اپنے پیچھے خیر وبرکت کے کتنے دروازے کھول گے جو انکے لے اجر وثواب کے بہترین ذرائع ہیں اللہ ان سے راضی ہو۔

☆☆☆☆

مفتی زرولی خانؒ کی رحلت

مولانا محمد اعجاز مصطفی

محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مُحبّ و عاشقِ صادق، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کے بانی، رئیس، شیخ الحدیث والتفسیر، کتبِ کثیرہ کے مؤلف، مسلکِ اہل سنت کے پاسبان، علماء دیوبند کے ترجمان، ہزاروں علماء کے استاذ و مربی، محقق عالمِ دین، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد زرولی خان رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۲۰۲۰ء بروز پیر بعد نمازِ عشاء اس دنیائے رنگ و بو کی سڑسٹھ بہاریں گزار کر داعِی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دارِفنا سے رخ موڑ کر دارالبقاء کی طرف محوِ سفر ہو گئے، **إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون۔ إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطٰی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔**

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی ''قال اللہ وقال الرسولؐ'' پڑھتے اور پڑھاتے ہوئے گزری۔ آپ نے اپنی تحقیق اور کتاب وسنت کی روشنی میں جس چیز کو حق و سچ جانا بابانگِ دہل نہ صرف یہ کہ خود اس پر عمل کیا، بلکہ بلا خوف لومۃ لائم اس کے داعی بھی رہے۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پروا نہیں کی کہ کون اس پر راضی ہوتا ہے اور کون ناراض ہوگا۔ آپ نے ہمیشہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ ادا کیا۔ بدعات و رسومات سے ان کو حد درجہ چڑ تھی، وہ ہمیشہ احیائے سنت کے محرک اور قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کے داعی تھے۔

آپ جہاں مدرسہ کے طلباء کو درسِ نظامی کا نصاب پڑھاتے تھے، وہاں عوام الناس کی تعلیم وتعلم کے لیے درسِ قرآن دینے اور ترجمۂ قرآن پڑھانے کے لیے بھی اپنے آپ کو وقف کیے ہوئے تھے، جس سے خلقِ کثیر آپ سے مستفید ہوئی۔

آپؒ ادارہ کے مہتمم، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر کی حیثیت سے اور تصنیف وتالیف میں مشغولیت کے باوجود اپنی مسجد میں پنج وقتہ نماز کی امامت خود کیا کرتے تھے، ایسا کم دیکھا گیا ہے، اس لیے کہ جن علماء کرام کے ذمہ اہتمام کی بنا پر متفرق ومتنوع امور کی انجام دہی منسلک ہو، ان کے لیے پانچ وقت کی امامت کی پابندی مشکل امر ہے، لیکن آپ نے تاحیات اس کو بڑے عمدہ سلیقے سے نبھایا۔

مولانا زرولی خان صاحبؒ شخصیت سازی، طلباء پروری، تفقہ فی الدین، جرأت وحمیت، ظاہر و باطن کی پاکیزگی، تقویٰ و پرہیزگاری جیسی کتنی اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے۔ آپ اردو، فارسی، عربی اور پشتو زبانیں جانتے تھے۔ حدیث کے علمی مسائل، فقہی اختلافات کے دلائل، تفسیر کی مشکلات اور اکابر کی تاریخ پر اُن کی گہری نظر تھی اور ہمیشہ اپنے اصاغر کو اپنے قول وعمل سے اکابر سے جوڑنے کا کام کرتے تھے۔ ایک زمانہ میں وہ سوادِ اعظم کی تحریک کا حصہ بنے اور اس میں فعال کردار ادا کیا، لیکن اس کے بعد وہ ہمیشہ یکسو ہو کر علم وتحقیق، تدریس وتقریر اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ اُمتِ مسلمہ کی راہبری وراہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اپنے اکلوتے فرزند جن کا نام نامی محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ سے محبت وعقیدت کی بنا پر انور شاہ رکھا، اور شروع ہی سے ایک خاص انداز میں ان کی تربیت فرماتے رہے اور آج وہ بیٹا آپ کی رحلت کے بعد آپ کا علمی جانشین ہے، جو ان شاء اللہ! حضرت کے صدقاتِ جاریہ کو آگے سے آگے لے جائے گا، جس کا اجر وثواب حضرت کو تا قیامت ملتا رہے گا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ۔“ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۳۲)

''جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین اعمال ایسے ہیں جن کا اجر وثواب برابر پہنچتا رہتا ہے: ایک صدقہ جاریہ جیسے مساجد، مدارس، رفاہی ادارے، پانی کا کنواں، پل وغیرہ، ۲:...وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے، اور ۳:...نیک اولاد جو اپنے والدین کے لیے دعا کرے۔''

الحمدللہ! حضرت کو یہ تینوں اعزاز حاصل تھے، آپ نے صدقہ جاریہ بھی کیے، طلباء، علماء اور تصنیف وتالیف کی صورت میں علمِ دین چھوڑ گئے اور ایک بیٹا جو ''وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْلَہٗ'' کا صحیح مصداق ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ علم اور علماء کی اہمیت اور فضیلت بہت زیادہ بیان کیا کرتے تھے۔ جب بھی کسی بزرگ کا تذکرہ آتا تو بڑے ادب اور اونچے اونچے القابات سے انہیں یاد کیا کرتے تھے۔ آپ اکابر علماء کے حد درجہ قدردان، ان کی یادگار، اور ٹھوس علمی رسوخ رکھتے تھے۔ خصوصاً امام العصر حضرت کشمیریؒ اور ان کے علوم کے ترجمان محدث العصر حضرت بنوری نور اللہ مراقدہما کے علوم کے امین، حافظ وشارح تھے اور اپنے تفسیر وحدیث کے دروس میں بہ کثرت ان دونوں اکابر کا تذکرہ اور حوالے دیا کرتے تھے۔ تحریر میں بھی آپ کا یہی انداز ہوتا ہے۔ گویا آپؒ حضرت علامہ سیّد انور شاہ کشمیری، حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہما پر دل وجان سے فدا نظر آتے تھے، جب بھی ان ہر دو استاذ وشاگرد کا تذکرہ فرماتے تو بہت اونچے الفاظ سے انہیں یاد فرماتے۔

آپ تقریباً ۱۹۵۳ء میں خیبر پختونخوا کے ایک شہر جہانگیرہ میں جناب محمد عاقل ولد عمر دین کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندانی پیشہ زراعت اور باغبانی تھا، آپ کی والدہ ماجدہ متقیہ، عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں، جنہوں نے علاقہ کے ایک عالم مولانا فضل الٰہی صاحب سے وہاں کا رائج بارہ سالہ نصاب پڑھ رکھا تھا، حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود تلاوتِ قرآن کی پابندی کی بنا پر آس پاس قرآن پڑھنے والوں کی غلطی کی تصحیح کردیا کرتی تھیں۔

حضرت مولانا خود لکھتے ہیں:

''والدہ صاحبہ جہانگیرہ کے علماء کبار کے تذکرے ایسی عظمت اور محبت سے فرماتیں کہ وہی علم دین پڑھنے کی رغبت وشوق کا اساس ثابت ہوا۔ حضرت اقدس مولانا لطف اللہ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کے تذکرہ میں یہ ضرور فرماتیں تھیں

کہ وہ ''دیوبند پاس ہیں''اور یہ اس شان واحترام سے فرماتی تھیں جیسے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی عزت اور شرافت کوئی اور نہیں، یوں دیوبند کے علماء اور خود دیوبندیت سے عقیدت ومحبت خون اور فطرت میں شامل ہوگئی۔''

آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ محلہ کی جامع مسجد کے امام حضرت مولانا احسان الحق صاحب المعروف بہ ''صاحب حق صاحب'' سے پڑھا تھا۔فارسی کی ابتدائی مشہور کتاب پنج گنج،فقہ میں خلاصۂ کیدانی اور قدوری حصہ اول بھی انہی سے پڑھا تھا۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم جو علم وعمل کے پیکر،کردار وگفتار کے جامع،اللہ کے فضل سے گھر سے خاصے متمول اور دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل تھے،جنہوں نے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ جیسے عمائدین سے ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۵ء کے آس پاس دورہ حدیث مکمل کر کے اعلیٰ نمبروں میں فراغت اور فضیلت حاصل کی تھی۔حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں آپ نے تقریباً تین سال کسبِ فیض کیا ہے۔اس دوران صرف ونحو،منطق اور ترجمۂ قرآن دو مرتبہ اور فارسی میں گلستان، میٹرک کے ساتھ ساتھ حضرت کے یہاں کافیہ تک اور صرف میں فصولِ اکبری اور شافیہ تک اور منطق میں تہذیب اور بدیع المیزان تک اور فقہ میں ''شرح الوقایۃ''اولین اور آخرین تک پڑھنا نصیب ہوا۔حضرت نے ''مفید الطالبین'' آپ کو پڑھائی جو اَدب کی ابتدائی کتاب تو نہیں،لیکن ابتدائی چٹ پٹے اور ظرافت کی حامل کتاب ضرور ہے،''مفید الطالبین''ختم ہونے کے بعد حضرت اپنے گھر سے ''نفحۃ الیمن'' لے آئے،جو حضرت والا کو دارالعلوم دیوبند میں کسی امتحان میں امتیازی نمبروں میں پاس ہونے کے انعام میں ملی تھی۔پھر حضرت مولانا عبدالحنان صاحب آپ کو امام التاریخ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کی خدمت میں لے گئے اور ان سے کہا کہ یہ بچہ اسکول پڑھ رہا ہے اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتا ہے اور اپنے دین کا پورا پابند اور باذوق ہے، غریب گھرانے سے ہونے کے باوجود طلبِ علمی میں خوب ذوق وشوق رکھتا ہے۔حضرت مولانا لطف اللہ صاحب نے آپؒ کو فرمایا

کہ میں اس دور کے بے ذوق لوگوں کو دیکھ کر پڑھانا چھوڑ چکا ہوں، لیکن آپ کا ذوق وشوق دیکھ کر شاید مجھے نئے سرے سے پہلے سے بڑھ کر پڑھانا ہوگا۔ حضرت والا سے کافیہ اور شرح وقایہ کی تکمیل، علم معانی میں مشہور رسالہ ''**صمدیه**'' اور ''**نفحة الیمن**'' مکمل اور ''**نفحة العرب**'' اور ''**کفایة المتحفظ**'' اور ''**الطریف الأدیب الظریف**'' اور مقامات کے ابتدائی پانچ مقامے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: استاذِ گرامی مولانا لطف اللہ صاحبؒ امام العصر محدثِ کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کے خاص شاگرد تھے اور غالباً ۱۹۲۷ء میں شاہ صاحبؒ سے دیوبند میں دورہ حدیث مکمل کر کے ہر کتاب میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ آپ محدث العالم، شارحِ ترمذی، علومِ انور شاہ کے امین حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ سے تعلیم میں ایک سال آگے تھے، جس سال آپ دورہ حدیث میں تھے، یہ سال حضرت بنوریؒ کا مشکوٰۃ وغیرہ کا سال تھا۔ بعد میں حضرت بنوری اور حضرت مولانا لطف اللہ صاحب پشاوری برسہا برس اکٹھے رہے اور پھر کراچی میں حضرت بنوریؒ نے جب جامع مسجد نیوٹاؤن سے متصل مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم کیا (حال جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن)، اپنے دیگر قابل ساتھیوں کے ساتھ پہلا انتخاب اپنے مدرسے کی تدریس کے لیے حضرت بنوریؒ نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ کا کیا۔ آپ اس کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ میں سات سال ساتھ رہا ہوں، سورہ یوسف کی آیت ''**سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا**'' پڑھتے تھے۔ حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ: بخاری شریف بہت سے لوگ پڑھاتے ہیں مگر بخاری کے لیے بڑے پائے اور درجہ کا عالم ہونا چاہیے اور وہ میری نگاہ میں صرف مولانا محمد یوسف بنوریؒ ہیں۔ آپ حضرت بنوریؒ کے گہرے دوست بقول استاذ محترم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ یارِ غار اور یارِ غربت تھے۔ جب حضرت بنوریؒ کے مراحلِ حیات، مصائب وشدائد اور علمی صلاحیتوں کا ذکر فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور بہت کم ایسا ہوا کہ حضرت بنوریؒ کے تذکرے میں آپ آبدیدہ نہ ہوئے ہوں۔ عجیب بات دیکھی کہ حضرت علمی صلاحیت کے ساتھ اُن کی طہارت وتقدس کے گرویدہ اور بعینہٖ یہی الفاظ حضرت بنوریؒ سے حضرت مولانا صاحبؒ کے بارے میں سنے

گویا علم اور طہارت کے دو مینار تھے، جن سے اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے نابکاروں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائی: ''**گرچه خردیم ولے نسبتِ بزرگ داریم**''

أحب الصالحين ولست منهم
لعل اللّٰه يرزقني صلاحًا

حضرت مولانا موصوفؒ حضرت بنوری قدس سرہٗ سے پہلی ملاقات کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

''سردار عبدالقیوم خان نے راولپنڈی میں حضرت مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری اور غالباً حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہم کو کشمیر میں آئین نافذ کرنے کے لیے خاکہ بنانے کے لیے طلب کیا تھا۔ حضرتؒ پشاور جاتے ہوئے راستے میں تعزیت کے لیے نوشہرہ اُترے، یہ عاجز وفقیر اپنے بزرگ مولانا محمد غلام صاحبؒ کے ہمراہ تعزیت کے لیے نوشہرہ حاضر ہوا، میں جب پہنچا تو حضرتؒ نے فرمایا: آؤ ہاتھ ملاو، یہ مولانا محمد یوسف صاحب ہیں۔ آمد سے پہلے حضرت والا، حضرت بنوریؒ سے بات کر چکے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا اور قریبی چارپائی کی پائینتی کی طرف بیٹھ گیا، حضرت بنوریؒ خاکی رنگ کی شیروانی زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور نہایت بارونق بخاری ٹوپی پر سفید ململ کی باوقار پگڑی باندھے ہوئے تھے اور شان وشوکت کی لاٹھی ہاتھ میں تھی، چند قدم کے فاصلے پر حضرت کو پشاور لے جانے کے لیے عمدہ قسم کی کار جس کے ساتھ خدام کھڑے انتظار کر رہے تھے، اس عاجز کو دیکھ کر حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ: آپ اوائلِ شوال میں ہمارے یہاں داخلہ کے لیے آجایئے اور یوں جہانگیرہ سے کراچی حضرت بنوریؒ کے مدرسے پاکستان کے دارالعلوم دیوبند اور وقت کے جامعہ ازہر اور ایشیاء کی لاثانی علم وعمل کے معدن میں آنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سبب بنایا۔ اوائلِ شوال میں' میں کراچی پہنچا۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت بنوریؒ سے ہاتھ ملایا، حضرتؒ نے فرمایا داخلے بند ہو چکے ہیں، میں نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیرہ والے بزرگ کا خط نکال کر ان کے ہاتھ میں رکھا،

حضرت نے خط دیکھتے ہی فرمایا: معاف کیجئے، معاف کیجئے، آپ کا داخلہ تو شعبان میں اس مدرسہ کے بانی اور پہلے مدرس نے کرایا ہے اور بڑے دلکش اور باوقار لہجے میں فرمایا: اسماعیل بھائی صاحب! جلدی فارم دیں۔ بہر حال داخلہ فارم لے کر بھر دیا گیا اور ہمارا داخلہ فارم برائے امتحان حضرت مولانا محمد صاحب سواتی جو قدیم استاذ ہیں اور دار العلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سے فاضل ہیں۔ بہر حال ان کے پاس میرا امتحان آیا، کافیہ میں مشہور مقام ''والثالث ما أضمر عاملہ علیٰ شریطۃ التفسیر'' کی عبارت مجھ سے پڑھوا کر تشریح کرنے کا حکم دے دیا۔ اس عاجز کو کافیہ زبانی یاد ہے، جو کتاب یاد ہو اُس پر دسترس آسان ہوتی ہے، میں نے اس کی شرح میں ابن الانباریؒ کے کچھ اشعار بھی پڑھے۔ حضرت نہایت محظوظ ہوئے اور پوچھا کہ کافیہ اور مقامات کس سے پڑھی ہیں؟ میں نے حضرت اقدس حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ کا نام بتایا، حضرت کا نام سن کر وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا: وہ تو تاریخ اور ادب کے امام ہیں اور میں نے تخصص فی الحدیث انہی سے کیا ہے اور مقدمہ ابن خلدون میں ہمارے عظیم اور مقتدر استاذ تھے اور احتراماً فرمایا کہ: حضرت الاستاذ کے شاگردوں سے میں مزید امتحان نہیں لیتا اور مجھے درجہ رابعہ کی بجائے درجہ خامسہ میں داخلہ دینے کا حکم دے دیا۔ میں نے عرض کیا کہ: میری شرح جامی اور نور الانوار جیسی اہم کتب رہ جائیں گی، اس لیے مجھے رابعہ ہی میں برقرار رکھئے۔ حضرتؒ نے بھی میری درخواست پر خوشی کا اظہار فرما کر فرمایا: گاؤں سے نئے نکلے ہو، اس درجہ کے بیشتر اسباق پڑھ چکے ہو، اس لیے زیادہ پختہ رہ سکو گے۔ یوں ۶ رشوال ۱۹۷۳ء کو کراچی میں میری آمد ہوئی اور ۷ رشوال ۱۹۷۳ء کو میرا داخلہ درجہ رابعہ میں ہوا۔ یوں درجہ رابعہ، خامسہ، سادسہ، سابعہ اور دورہ حدیث کی تکمیل ۱۹۷۷ء میں ایشیاء کے اس مقتدر معدنِ علم میں خیر الرجال اور کامل علماء واولیاء کے استفادہ کے ساتھ مکمل ہوئی۔ گاہ گاہ حضرت بنوریؒ کے درسِ بخاری میں بیٹھنے کی کوشش کرتا تھا اور تقریباً بلا ناغہ شام کو کسی وقت رفیقِ محترم مولانا حافظ قاری مفتاح اللہ صاحب سے حضرت کے اسباق کے خصوصی نکات کا پتہ کرتا تھا۔

اس عاجز کو درجۂ خامسہ سے ہی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بڑے اساتذہ نے مسجد چراغ الاسلام F-11 نیو کراچی امامت وخطابت کے لیے بھیجا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اور چاروں طرف گندہ پانی اور

مقامی لوگوں کی بھینسوں کے باڑے ہوتے تھے، چند مخلص موحدین کی وجہ سے اکثر اہلِ حق امام تجویز ہوتا تھا، چنانچہ اس عاجز کی تقریر وخطابت کا کسی حد تک شہرہ طالب علمی میں ہی ہوا تھا، طلباء تقریر سیکھنے کے لیے بزمِ ادب وغیرہ منعقد کرتے تھے اور شبِ جمعہ کو مختلف طلباء کی مختلف تنظیموں کی تقریر و بیان سیکھنے کے لیے مشقیہ بیانات ہوتے تھے، جن میں اس عاجز اور نابکار کا بیان اچھا سمجھا جاتا تھا۔ سال کے آخر میں بڑے اساتذہ کی موجودگی میں انجمنوں کے چیدہ چیدہ مقررین مقابلے میں تقریریں کرتے تھے، اس میں بھی اس عاجز کو اساتذہ کی توجہات اور دعائیں حاصل رہی تھیں۔ یاد پڑتا ہے کہ حضرت بنوریؒ کی موجودگی میں آخری انجمن میں اس عاجز کی تقریر کے دوران امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی ''عقیدۃ ال إسلام'' سے ان کے نعتیہ کلام کے اشعار پڑھے اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے آخری شعر بھی پڑھ لیا، جو کہ اس طرح ہے:

کس نیست از ایں امت تو آں کہ چوں
با روئے سیاہ آمدہ موئے زریری

بس یہ شعر سننا تھا اور فنا فی الشیخ حضرت بنوریؒ پر رقت طاری ہوگئی اور انجمن کی فضا سوگواری ہونے لگی اور یہ عاجز بھی خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ بعد میں حضرت اقدس مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ اور فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ نے فرمایا کہ: حضرت بہت خوش ہوئے اور آپ کی قوتِ گویائی کی داد دینے لگے، یہ ان کی حسنِ نظر تھی، ورنہ:

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

یوں نیو کراچی مسجد چراغ الاسلام جانے میں بھی ان بڑے اساتذہ کی تاکید اور ارشاد شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نیو کراچی F-11 جامع مسجد چراغ الاسلام کی امامت اور خطابت کے دوران جس کی کل مدت ڈیڑھ سال ہوگی، وہ میرے درجہ خامسہ اور سادسہ کے سال تھے۔''

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب کو نیو کراچی سے جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال میں لانے والے ہمارے بزرگوں کے محب اور ان سے تعلق رکھنے والے جناب ممتاز بیگ صاحبؒ تھے، ان کے بارہ میں حضرتؒ لکھتے ہیں کہ: ''جناب بیگ صاحب موقع سے فائدہ اٹھا کر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کے مہتمم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب اور شیخ الحدیث فقیہ العالم مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور استاذ گرامی قدر مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بزرگوں کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ مجھے نیو کراچی سے جامع مسجد احسن گلشن اقبال منتقل ہونے کا حکم دیں، چنانچہ اساتذہ کرام نے مجھ عاجز کو نیو کراچی کے بجائے جامع مسجد احسن گلشن اقبال آنے اور یہاں امامت وخطابت اختیار کرنے کا حکم دے دیا۔ جب یہ عاجز وفقیر جامع مسجد احسن میں بحیثیت امام وخطیب مقرر ہوا، مسجد میں چند نمازی ہوتے تھے اور مسجد کے سامنے ایک ٹینکی تھی، اس پر ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں اور چاروں طرف کیکری جنگل تھا، لوگ طہارت کے لیے لوٹے میں پانی بھر کر اندر جاتے تھے، بعد میں میری آمد پر بیگ صاحب کے حکم پر بلاکوں کی ایک چاردیواری سی بنادی گئی، جس میں صرف استنجا اور ضروری طہارت ہوسکتی تھی، قضائے حاجت کے لیے بھی کیکروں والے جنگل ہی جانا ہوتا تھا۔ میری امامت اور خطابت شروع ہوئی، خدا تعالیٰ نے ابتدا سے لوگوں کو مسائل سمجھانے اور ان کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کا خاصہ سلیقہ دیا تھا اور اس طریقہ میں ہمیشہ سو فیصد کامیابی نظر آئی۔ میں عمومی نمازوں کے بعد کبھی کبھی فجر کے بعد اور کبھی عشاء کی نماز کے بعد کوئی ایک آیت یا حدیث شریف یا فقہی مسئلہ بیان کرتا تھا، لوگ شوق سے سنتے اور بیٹھتے اور بیٹھنے والوں میں شوق سے سننے والوں میں حد درجہ لائق اور قدردان محترم ومکرم ممتاز محمد بیگ صاحب تھے۔ میرے درس کو بھی وہ بہت اہمیت سے سنتے اور اچھے مضامین اور تحقیقی گفتگو پر دوسرے لوگوں سے والہانہ تذکرہ کرتے تھے۔

یہ بالکل ابتدائی ایام تھے اور شاید چند مہینے گزرے ہوں گے کہ ایک نوجوان نہایت خوبرو صحت مند اونچے قد کاٹھ اور بہترین گھرانے کا لائق فائق گو وہ کالج یا کسی کمپنی سے متعلق تھا، لیکن علم کی قدر اور علماء سے خوشہ چینی اور ان کا احترام وادب کرنا اُن کی فطرتِ ثانیہ معلوم ہو رہی تھی، انہوں نے مجھ سے ترجمۂ قرآن کی خواہش کی، میں نے منظور کی، وہ چھوٹے سائز کا قرآن مجید جس میں شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کا ترجمہ اور حاشیہ تھا، وہ لے کر مسجد میں دائیں طرف کونے پہ ایک تکونے امام کی ضرورت کے لیے بنے ہوئے کمرے میں فجر کے بعد بلاناغہ آتا تھا اور دو چار آیتیں ترجمہ وتفسیر پڑھ کر پھر میرے چائے بنانے یا میرا ناشتہ بنانے میں ایک چولہا سیٹ کرتا تھا، جس میں ایک ٹھیکری استعمال ہوتی تھی اور وہ ہر روز ٹوٹتی تھی (یہ غالباً ۱۹۸۸ء تھا)۔ یہ ہمارے مخلص دوست اس عاجز وفقیر کے کائناتِ علم کا نقشِ اول اور اساس الخیر برادرم پروفیسر مزمل حسن صاحب تھے، جن کی تعلیم اور ابتدائی اخلاص اور اس عاجز سے انسلاک اور تعلق ایک عظیم اور مقتدر بار بردار مثمرہ بن کر آگے سامنے آیا کہ آج احسن العلوم پورے ملک میں علم وتحقیق کی کائنات میں حداد اور استعداد، تعمیر وتعلیم میں اہلِ حق کا مقتدر مسلمہ ادارہ مانا جاتا ہے۔ مزمل بھائی اس کے طالب اول اور بعد میں اس کی تعمیر وتاسیس میں معمارِ اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مزمل بھائی جب ترجمہ پڑھنے لگے تو ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر یہی ترجمہ آپ نمازِ فجر کے بعد مُصلے پر پڑھیں تو آپ کے ساتھ اور بھی کچھ لوگ قرآن مجید سے استفادہ کر سکیں گے اور یوں یہ دور کنی درسِ ترجمہ وتفسیر جامع مسجد احسن کے مُصلے پر بعد نمازِ فجر ہونے لگا۔ اب یہ وہ درس ہے جس میں چار پانچ ہزار علماء، طلباء، رجال اور نساء، بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے تین لاکھ سے متجاوز حضرات ترجمہ وتفسیر میں شریک رہے ہیں۔

ترجمہ فجر کے بعد جامع مسجد احسن کے مُصلے پر شروع ہوگیا، تمام نمازی تپائیوں پر قرآن مجید کھول کر بیٹھتے تھے۔ یہ درس بلاناغہ روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ ہوتا تھا، جمعہ والے دن یا کسی بھی چھٹی کے دن یہ درس ڈیڑھ گھنٹہ اور پونے دو گھنٹہ تک رہا ہے اور جب تین سال کے عظیم عرصہ میں یہ درس مکمل ہوا تو سو کے قریب محلے کے بزرگ اور نوجوان اس میں شرکت فرماتے تھے۔ مزمل صاحب کے گھر پر یوم الجمعہ کو ترجمہ وتفسیر کی تکمیل کی خوشی میں ایک مقتدر دعوت ہوئی، جس میں استاذ محترم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ تشریف لائے،

آپ نے جمعہ کا خطاب فرمایا، خطبہ اور نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ترجمہ وتفسیر کے پڑھنے والوں کے سروں پر شرف واعزاز کے رومال اور عمامے باندھے اور ان میں شرکت کرنے والے حضرات کو اعلیٰ نسخہ تفسیر شیخ الہند جسے تفسیر عثمانی کہتے ہیں، ہدایا میں تقسیم کیں، حضرت مفتی صاحب انتہائی محظوظ تھے اور فرمایا کہ: ہماری دانست میں اس کام کی مثال نہیں، جس میں عوام کو قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر، فقہ کی کتاب ''نور الإیضاح'' اور علامہ شمس الدین ذہبیؒ کی ''الطب النبوي'' اور شیخ سعدی شیرازیؒ کی گلستان اس شان وشوکت سے پڑھائی جاتی ہو، یہ سب اللہ بزرگ وبرتر کا احسان ہے:

منت منه که خدمتِ سلطاں همی کنی
منت شناس ازو که بخدمت بداشتت

''محمد علی نام کا ایک طالب علم کالج کا شوق وذوق سے مسجد میں آنے لگا تھا، ایک دن اس نے پوچھا کہ ایسی کوئی کتاب بتادیں، جس کے پڑھنے سے ایمان مضبوط ہوجائے تو میں نے کہا کہ: وہ کتاب قرآن کریم ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے ''ہُدًی لِلْمُتَّقِینَ'' اور ''ہُدًی لِّلنَّاسِ'' بنا کر بھیجا ہے۔ محمد علی نے خواہش ظاہر کی کہ اگر فجر کے علاوہ اور کوئی وقت ہو تو میرے ساتھ بہت سارے کالج کے لڑکے بھی ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے لیے تیار ہیں، چنانچہ اس کے لیے نمازِ عصر کے بعد ترجمہ وتفسیر پڑھانا تجویز ہوا، کیونکہ فجر کا درس ایک عالمگیر درس بن چکا تھا اور اس میں شرکاء کی تعداد سو کے قریب ہوچکی تھی، اس لیے ان کالجی لڑکوں کے لیے عصر کے بعد قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھانا شروع کردیا۔ درس بھی نہایت ہی آب وتاب سے شروع ہوا اور ان طالب علم کے علاوہ نمازی حضرات بھی معمول کے مطابق بیٹھنے لگے اور نماز فجر والے درس کی طرح تپائیاں بچھیں اور سب کے سامنے قرآن مجید رکھا جاتا اور ہر شخص قرآن مجید کھول کر سبق پڑھنے کی طرح اس کی پابندی کرتا۔ یہ درس تقریباً دس برس جاری رہا اور دس سال میں تین مرتبہ ختم ہوا۔

واضح رہے کہ نماز عشاء کے بعد ''نور الإیضاح'' اور علامہ شمس الدین ذہبیؒ کی ''الطب النبوي'' کا بھی درس ہوتا تھا، جس میں صبح کے درس والے اور عصر کے درس والے سب با قاعدہ شریک ہوتے تھے۔ جبکہ ڈاکٹر اویس سب میں کم عمر صاحبِ علم تھے اور وہ ''**نور الإیضاح**'' زبانی یاد کرتے تھے، ''**نور الإیضاح**'' کی نہایت مشکل اور طویل عبارات اس کی نوک زبان پر ہوتیں اور یہ سب درس کے ذوق وشوق کے نظارے تھے:

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگیِ شوق کے نظارے

حجاباتِ نظر سے پھوٹ نکلا حسنِ جاناں

یہی لڑکے باقاعدگی سے اکثر نمازوں میں شریک ہوتے تھے، رمضان شریف کے آخری عشرے میں اس عاجز و فقیر کے ہمراہ اعتکاف کرتے تھے اور رائیونڈ کے سالانہ اجتماع میں ساتھ جاتے تھے، کیونکہ اس طرح ان کی تربیت اور اصلاح مقصود تھی۔ وقتاً فوقتاً مناسب اور موزوں کتب بھی تقسیم ہوتی تھیں، چنانچہ فضائل صدقات اور تبلیغی نصاب کے علاوہ محقق العصر حضرت مولانا سرفراز خان صاحبؒ کی بیشتر کتب جیسے راہِ سنت، تسکین الصدور، عباراتِ اکابر، گلدستۂ توحید اور سوانح مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور شوقِ حدیث وغیرہ، ان کو مختلف اوقات میں ہدایا میں دی جاتی تھی۔'' (دیکھئے! مولانا مفتی زرولی خانؒ کی خودنوشت بنام ''احسن البرہان'')

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحبؒ کے تعارف وتذکرہ پر یہ چند اقتباسات اس لیے نقل کیے گئے، تاکہ قارئین خصوصاً علماء کرام اور ائمہ وخطباء حضرات کو معلوم ہو کہ اپنی مسجد اور منبر کو کس طرح استعمال کرکے زیادہ سے زیادہ اُمتِ مسلمہ کے عوام الناس کی راہبری وراہنمائی اور دینی خدمت بجالائی جاسکتی ہے اور کس طرح ان میں دین کا شوق وذوق اور رغبت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خانؒ کچھ عرصہ بیمار رہے، آپ کو سانس اور دل کا عارضہ ایک عرصہ سے لاحق تھا۔ معمول کے چیک اَپ کے لیے انڈس ہسپتال تشریف لے گئے، لیکن طبیعت زیادہ خراب ہوئی، ایک دن ہسپتال میں رہ کر سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے۔ دوسرے دن بروز منگل صبح گیارہ بجے جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کے قریب گراؤنڈ میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، جس کی امامت آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب نے کرائی،

جس میں بلا مبالغہ لاکھوں لوگ شریک ہوئے، جس میں علماء، صلحاء، بزرگ، اکابر، آپ سے محبت رکھنے والے علم دوست عوام الناس جوق در جوق شریک ہوئے۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ، ایک بیٹا اور ۴ بیٹیاں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، آپ کے لواحقین، تلامذہ مستفیدین، مریدین اور منتسبین کو صبرِ جمیل سے نوازے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، آپ کے ادارہ کو ہمیشہ پھلتا پھولتا اور آباد و شاد رکھے اور اپنے خزانۂ غیب سے اس کی ضروریات کی کفالت فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

بشکریہ: جامعہ علوم اسلامیہ ویب سائٹ

☆☆☆☆

آہ! مفتی زرولی خان صاحبؒ

اشفاق اللہ جان ڈاگیوال

جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے وسیع صحن میں یہ کس کا جنازہ ہے جو امام احمد بن حنبلؒ کا قول ایک بار پھر سچا ثابت کررہا ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ ''ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے'' اور تاریخ گواہ ہے ان کے جنازے میں لاکھوں لوگ شریک ہوئے اور جنازے کی شان دیکھ کر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرلیا۔

جامعہ عربیہ احسن العلوم میں لاکھوں افراد جمع ہیں، ایمبولینس کی اسٹریچر پر سفید چادر میں ملبوس جسد خاکی دور حاضر کے عظیم عالم دین مولانا مفتی زرولی خانؒ کا ہے، کون مفتی زرولی؟ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا روحانی فرزند مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ شیخ القرآن والحدیث مولانا احمد اللہ جانؒ کا لاڈلہ مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ مولانا یوسف بنوریؒ کا شاگرد مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ مطبع سنت عالم دین مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ صاحب کشف بزرگ مفتی زرولی۔ کون مفتی زرولی؟ باطل نظریات کے مقابلے میں شمشیرِ بے نیام مفتی زرولی۔ اتنی عظیم شخصیت کی نماز جنازہ میں جیسے کراچی ہی نہیں سارے کا سارا سندھ امڈ آیا ہو، رحلت سے صرف چند گھنٹوں بعد اتنی بڑی تعداد میں علماء، صلحاء، طلباء اور عوام الناس کا پہنچنا اس بات کی دلیل تھی یہ کسی عام انسان کی نماز جنازہ نہیں اللہ کے محبوب عالم دین کا سفر آخرت ہے۔

مفتی زرولی خان کا تعلق علمائے حق کے اس قبیل سے تھا جس نے چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنی روایات اور قدیم علوم و فنون پر دسترس حاصل کی۔ ان کا تعلق صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی اور گاؤں جہانگیرا سے تھا، یعنی وہ میرے ہی علاقے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کی میرے والد محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی باباجیؒ سے شروع سے نسبت تھی، نسبت ہی نہیں مفتی زرولی خانؒ میرے باباجانؒ کے بیٹے بنے ہوئے تھے۔ انھوں نے 1953 میں والد صاحبؒ کے ایک دوست مولانا عبدالحنانؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں 1973 میں جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ لے لیا۔

دورہ حدیث تک اسی عظیم درس گاہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی، مفتی احمد الرحمانؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ شامل ہیں۔ سند فراغت کے حصول کے بعد کراچی میں ہی جامعہ عربیہ احسن العلوم کے نام سے ادارہ قائم کیا، اللہ رب العزت نے بہت جلد اس ادارے کو ملک کی ممتاز درسگاہوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ شروع دن سے لے کر حضرت باباجیؒ کی بیماری تک مفتی زرولی خانؒ مسلسل حضرت باباجیؒ کو اپنے ہاں بلایا کرتے تھے اور سال میں دو مرتبہ ان سے ملنے خود ڈاگئی ضلع صوابی تشریف لاتے تھے۔ والد صاحبؒ کو ان سے اس قدر پیار تھا کہ اپنے تمام مجرب وظائف کی اجازت مفتی زرولی خانؒ کو دے رکھی تھی، مفتی صاحبؒ کو حدیث کی اجازت بھی حضرت والد صاحبؒ نے دی تھی۔

مفتی زرولی خانؒ علمی شخصیت تھے، درس و تدریس ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا یہی وجہ ہے کہ انھوں نے تمام عمر سیاست سے کنارہ اختیار کیے رکھا تاہم 1988 میں جب حضرت والد صاحب نے جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا تو وہ سب کچھ چھوڑ کر ڈاگئی صوابی ایک ماہ کے لیے چلے آئے اور ساری انتخابی مہم خود چلائی، الیکشن کی رات انھیں ایک حادثہ پیش آیا جس میں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

جب میں ملازمت کے سلسلہ میں کراچی گیا اور کئی سال شہرِ قائد میں ہی مقیم رہا تو ہر دوسرے دن مفتی زرولی خانؒ کے ہاں جانا میرا معمول تھا اور مہینے میں ایک بار مفتی صاحبؒ میرے گھر تشریف لاتے تھے۔ میرے باباجانؒ ہمیں کہا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی مسئلہ اور مشکل درپیش ہو اور مجھ سے رابطہ نہ ہو تو مفتی صاحبؒ سے رابطہ کیا کریں اور جو وہ کہیں آنکھیں بند کر کے پورے اطمینان کے ساتھ مانیں اور عمل کریں۔ میں یہ بہت کھلے دل کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ باباجانؒ کے بعد اگر کوئی شخصیت تھی جس نے مجھے رب العالمین کی قربت کے اسرار و رموز سمجھائے اور شکل و صورت کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے میں رہنمائی کی وہ حضرت مفتی زرولی خان صاحبؒ کی ذات بابرکت تھی، میں صدقِ دل اور درد دل سے کہتا ہوں کہ میں ان کی رحلت سے ایک بار پھر یتیم ہو گیا ہوں۔ وہ نہایت جلالی کیفیت کے مالک تھے، جس پر حضرت والد صاحبؒ انھیں اکثر کہا کرتے تھے کہ "آپ کا نام تو زرولی خان ہے لیکن آپ حقیقت میں زورولی خان ہو"۔

مفتی زرولی خانؒ اردو، فارسی، پشتو اور عربی ادب پر گہری نظر رکھتے تھے، خاص طور پر فارسی اشعار تو انھیں ازبر تھے، گلستان بوستان قدیم دبستان اخلاق کی بہار تھی، فارسی شرفا کے گھرانوں سے کیا اٹھی، ہماری قدیم قدروں اور روایات کا خاتمہ ہوتا نظر آ رہا ہے، اگر تھوڑی بہت رمق نظر آ رہی ہے تو مفتی زرولی خانؒ ایسے علماء و صلحاء ہی کی بدولت ہے، ایسی شخصیات بھی ایک ایک کر کے دنیا سے پردہ فرما رہی ہیں۔ حضرت ابوسعید ابوالخیر سے لے کر خاتم الشعراء جامی تک جو کچھ فارسی اشعار میں کہا گیا دیگر زبانوں میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں ملتا، ہم تک اس ادب کو منتقل کرنے کا بیڑا مفتی صاحب جیسی شخصیات نے ہی اٹھا رکھا تھا۔ حدیث کے علمی مسائل، فقہی اختلافات کے مضبوط دلائل اور اکابر علماء کرام کی تاریخ پر مفتی صاحب مضبوط گرفت رکھتے تھے۔

عہدِ حاضر میں ان کا شمار علماء کرام کے اس طبقے سے ہوتا تھا جو صرف قرآن و سنت کی روشنائی سے زمانے کو ہی منور نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنی زندگی کا ایک ایک پل قرآن و سنت کی اتباع میں گزار کر عملی نمونہ پیش کرتے رہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت کے مسائل کو ڈنکے کی چوٹ پر بیان کرتے تھے اور کبھی مصلحت کا شکار دکھائی نہ دیے۔ بلاشبہ ایسی شخصیات ملک وقوم کا سرمایہ ہوا کرتی ہیں جو گوشہ نشینی اختیار کیے ہوئے ہی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں گزار کر دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جاتی ہیں۔ آپؒ نے تمام عمر نماز پنجگانہ میں اسی ترتیب کو اختیار کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو سکھائی تھی۔ مفتی زرولی خانؒ علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے نا صرف متاثر تھے بلکہ ان سے والہانہ عقیدت بھی رکھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا نام اپنے شیخ کے نام پر انور شاہ رکھا۔ آپؒ صاحب کشف بزرگ بھی تھے، بے شمار واقعات کا میں چشم دید گواہ بھی ہوں، سر دست ایک واقعہ پیش خدمت ہے، ایک مرتبہ دورہ حدیث کی کلاس پڑھا رہے تھے پڑھاتے پڑھاتے اچانک ایک طالب علم سے مخاطب ہوئے اور بولے "مجھے تیرے چہرے پر کفر کی سیاہی نظر آرہی ہے" ان کی یہ بات سچ ثابت ہوگئی کیونکہ ایک ہفتے بعد اسی طالب علم نے اسلام چھوڑ کر قادیانیت اختیار کر لی اور حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا منکر ہوگیا۔ بعد ازاں اس نے کراچی میں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے سڑکوں پر اشتہارات بھی لگائے۔

مفتی صاحبؒ بہت عظیم شخصیت کے مالک تھے، ایسی شخصیات کے جہاں چاہنے والے بہت ہوتے ہیں وہاں دشمن بھی بہت ہوتے ہیں، ان پر کسی نے سخت جادو کر ڈالا، جس کے باعث وہ نماز نہیں پڑھا پاتے تھے جونہی مصلے پر جاتے تو کہتے میں الٹا کھڑا ہوں۔ انھوں نے حضرت والد صاحبؒ سے بات کی اور انھیں کراچی بلا لیا، حضرت والد صاحبؒ نے انھیں دم کیا اور ایک وظیفہ پڑھنے کے لیے بتایا، مفتی صاحب جادو کے اثر سے نکل آئے اور جادو کرانے والا خود اس کا شکار ہوگیا۔

مفتی صاحبؒ بہت پریشان تھے کہ مجھ پر کس نے جادو کیا ہے؟ حضرت والد صاحبؒ نے ان کی کیفیت دیکھ کر بتایا کہ کوئی مصلے کا چور ہے آپ کی جگہ لینا چاہتا ہے، جب وظیفے کے اثر سے جادو الٹ ہو گیا تو وہ شخص سامنے آ گیا، اس کی کیفیت بھی وہی ہو جاتی جو مفتی صاحب کی ہوتی، وہ مسجد سے دور بھاگتا، مصلیٰ پر کھڑا ہوتا تو کہتا میں الٹا کھڑا ہوں۔ وہ مفتی صاحب کا رشتے دار ہی تھا لیکن بعد میں اس نے مفتی صاحب سے معافی مانگ لی جس پر مفتی زرولی خانؒ نے حضرت والد صاحب سے ہی اس کا بھی علاج کرایا۔ مفتی زرولی خانؒ کچھ عرصے سے سانس کی تکلیف کا شکار تھے، تکلیف کے باوجود انھوں نے کبھی اپنے معمولات نہیں چھوڑے، اکثر شدید تکلیف کے باوجود آکسیجن لگا کر درس دیا کرتے تھے۔

گزشتہ ہفتے ان کا عارضہ بڑھ گیا، جس پر انھیں اسپتال منتقل کیا گیا وہاں حرکت قلب بند ہونے کے باعث حضرت والد صاحبؒ کے لاڈلے روحانی فرزند مفتی زرولی خانؒ دار بقا روانہ ہو گئے۔ عالم اسلام ایک عظیم عالم دین سے محروم ہو گیا۔ اللہ کریم حضرت مفتی صاحبؒ کی دینی وعلمی خدمات قبول فرمائے، انھیں جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے بیٹے انور شاہ سمیت ہزاروں روحانی فرزندوں، معتقدین، متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت مفتی زرولی خانؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فرزند ارجمند مولانا انور شاہ صاحب کو شاہ انور شاہ کشمیری ثانی اور حضرت مفتی صاحبؒ کے مسند کے شایان شان عالم باعمل بنائیں اور جامعہ احسن العلوم کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

میں آخر میں انتہائی درد دل سے گزارش کروں گا کہ یہ سال حقیقی معنوں میں امت مسلمہ کے لیے غم کا سال ہے کیونکہ قریباً 180 کے لگ بھگ جید علمائے کرام اس سال کے دوران دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، ان میں مولانا عزیز الرحمان ہزارویؒ، مولانا سعید عمر پالنپوریؒ، مولانا تصور الحق مدنیؒ، علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ، مولانا عبید الرحمان ضیاء، مولانا ارشد حسن ثاقبؒ ایسی عظیم شخصیات شامل ہیں،

ان میں سے بیشتر علمائے کرام کا انتقال کورونا کے سبب ہوا۔اس لیے مان لیجیے کہ کورونا وائرس کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور ایک سے دوسرے انسان کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے۔

اس کا پوری دنیا میں کوئی علاج نہیں صرف احتیاط سے ہی بچا جا سکتا ہے لہٰذا ہر شخص خود پر بھی رحم کرے اور دوسروں پر بھی رحم کرے، احتیاطی تدابیر اختیار کیجیے، خاص طور پر اکابر علماء و مشائخ سے ملتے وقت ان کے ہاتھوں اور پیشانی کا بوسہ لینے سے اجتناب برتیں، موجودہ حالات میں اس سے بڑی عقیدت اور کوئی نہیں ہو سکتی، یاد رکھیں ہماری ذراسی بے احتیاطی ہمارے ان اکابرین کو وقت سے پہلے ہم سے جدا ہونے کا باعث بن سکتی ہے۔

بشکریہ: ایکسپریکس نیوز

☆☆☆☆

پاکستان ایک اور بے باک عالمِ دین سے محروم

شاکر احمد خان

فصیلات کے مطابق شیخ التفسیر وحدیث ولی کامل مفتی زرولی خان انڈس ہسپتال میں دوران علاج انتقال کر گئے

مفتی صاحب کافی عرصے سے علیل تھے طبعیت بگڑنے پر انہیں انڈس ہسپتال میں داخل کر دیے گئے تھے

خاندانی ذرائع نے ان کے وفات کی تصدیق کر دی ہے

مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مختصر تعارف

نام:-محمد زرولی خان صاحب 1955 میں جہانگیرہ صوابی خیبر پختونخواہ پاکستان میں پیدا ہوئے

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان صاحب نے 1398 ھجری میں ایک اسلامی ادارے جامعہ عربیہ احسن العلوم کی بنیاد رکھی۔اس جامعہ کا غرض وغایت ایسے ماھر اور لائق فضلاء تیار کرنا ہے۔جو مسلم امہ کے صحیح خطوط پر رہنمائی کر سکے۔

جامعہ بلا معاوضہ تمام اسلامی علوم بشمول تفسیر، حدیث، فقہ، منطق،عربی ادب کی تعلیم فراہم کرتا ہے۔اسلامی علوم کے علاوہ حفظ وناظرہ قران، درجہ اعدادیہ جسمیں آٹھویں کلاس کے نصاب ابتدائی عربی وفارسی اور دیگر اسلامی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

جامعہ میں درجہ تخصص (PhD) کا مخصوص طرز پر انتظام ہے۔

جامعہ میں دارالافتاء بھی ھے جہاں مفتی صاحب کے زیرنگرانی روزمرہ پیش آمدہ مسائل کو دین کی روشنی میں خوب تحقیق سے حل کیا جاتا ھے۔

جامعہ سے سن 1988 سے باقاعدہ دورہ حدیث شریف شروع ہوا ہے۔

سالانہ چھٹیوں میں شاندار دورہ تفسیر کا اہتمام ہوتا ہے۔جسمیں ہرشعبہ زندگی سے وابستہ افراد اور خواتین (پردے کے ساتھ) باقاعدگی سے شریک ہوتی ہیں۔

مفتی زروالی خان صاحب مفتی محمود رحمۃ علیہ سے کافی متاثر ہے، اور آپنے درس وتدریس میں مفتی محمود صاحب واقعات جابجابیان کرتے ہیں اوریہی وجہ ہیں کہ مفتی صاحب نے جمعیت کا ہرمحاذ پر برپوردفاع کیا ہے

آپ کے اساتذہ میں علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ شیخ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں

آپ بنوری ٹاؤن سے غالباً 1977.78 میں فارغ التحصیل ہوئے

مفتی صاحب علمی شجرہ میں امام العصر انورشاہ کشمیری رح سے ان کی علمیت کی وجہ سے انتہائی متاثر تھے۔اسی لئے اپنے بیٹے کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا۔

بشکریہ الرٹ ڈاٹ کام

جب میرا جنازہ اٹھ کے جارہا ہوگا

مفتی محمد زرولی خانؒ

(اپنی جمع کردہ کتب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) مجھے افسوس کے کہ میں نے اپنے اپنی زندگی میں با ذوق طالب نہیں دیکھا مجھے اس بات کا دکھ ہے اور جب میرا جنازہ اٹھ کے جارہا ہوگا تو مجھے اس بات کا غم ہوگا کہ میرے بعد کوئی نہیں رہا جو اُن کتابوں کو اس شان سے دیکھے، میں نے اِن کتابوں کو کس طرح جمع کیا وہ آسمان و زمین والا جانتا ہے۔ اُس مُنعم و مُحسن کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ارض وسماء وطبقات الارض سے کتابیں مجھے پہنچائی ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی پوری زندگی احسن العلوم میں چالیس سال پورے ہورہے ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کسی عالم یا طالب کا اتنا ذوق ہو جتنا ذوق اللہ نے مجھے دیا ہے کتابیں دیکھنے کا۔ بس طالب سَرسری پڑھتا اور جلدی چلا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا جب کتب خانے میں گھومتا تھا اور اب جب کتابوں کے سامنے آتا ہوں تو زورو قطار روتا ہوں۔ مجھے نظر آتا کہ وقت کم باقی ہے اور میں نے کس محنت اور مشقت سے احسن العلوم کے دس کتب خانے بھرے ہیں جہاں میں نے کتاب رکھی سُو وہیں رکھی ہے آج تک کوئی ایسا نہیں آیا جس نے مجھے کہا ہو کتاب کا مطالعہ کرنا ہے نہ دورہ حدیث سے اور نہ تخصصات سے اور نہ ہی ان میں وہ دَم خم ہے اس پر میں حیران ہوں۔ مجھ میں اب وہ طاقت نہیں کتب خانے میں رہ نہیں سکتا سانس خراب ہوجاتی ہے۔ کسی زمانے میں عشاء کے بعد کتب خانے میں جاتا تھا

اور فجر کی اذان کے ساتھ باہر آتا تھا اور عشاء کے وضو سے سنت پڑھ کر فجر کی نماز پڑھا لیتا تھا۔ **یا انس حین فحین** اے انس وقت وقت کی بات ہے۔ میں نے کتنے درس دیے کتنی باتیں کہیں لیکن یہ ھَرے پتھر اپنے جگہ جم کے رہ گئے تو میں پھر کہتا ہوں یا اللہ یہ تو آپ کے دین کا سرمایہ ہے اور دین کے محافظ آپ ہیں تو آپ اِن کی محافظت فرمائیں۔

☆☆☆☆

تریسٹھ سال کے بعد میرا ہر ایک دن اضافی ہے

مولانا انور شاہ صاحب

وفات سے چند عرصہ قبل دورہ تفسیر کے دوران سورہ ممتحنہ کا درس دیتے ہوئے اپنے بیٹے مولانا انور شاہ صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا

انور شاہ وقت کم ہے اور میں جا رہا ہوں، سفر بڑا طویل ہے اور پھر پشتو کا شعر کہا

بیا بہ ارمان راپسے او کئے

راپسے بہ ٹول جہان گورے زہ بہ نی یم

ارمان کروگے، ڈھونڈو گے لیکن پھر ملوں گا نہیں آپ کو

مولانا انور شاہ صاحب کہتے ہیں بطور بیٹے کے یہ بات بیٹے کو بڑی گراں گزرتی ہے اور میں نے والد صاحب سے کہا آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور ابھی آپ نے دین کا بہت کام کرنا ہے تو والد صاحب نے فرمایا بیٹے دیکھو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور تریسٹھ سال کے بعد میرا جو ایک ایک دن گزر رہا ہے میں اسے ایک اضافی دن سمجھتا ہوں عمر میری گزر گئی ہے۔

☆☆☆☆

مفتی زرولی خان صاحبؒ کا عجیب واقعہ

پیر حافظ اقبال قریشی

حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب نور اللہ مرقدہ اہل علم انسان تھے۔مولانا عبدالحفیظ مکی صاحبؒ جو تیس چالیس سال مکہ مکرمہ میں رہے انہوں نے مجھے 2009 میں ایک واقعہ سنایا کہ ہم (مولانا عبدالحفیظ مکیؒ و مولانا مفتی زرولی خانؒ) مطاف میں کھڑے تھے شیخ صالح بن حمید جو سعودی سپریم کونسل کے چیئر مین اور عالم دین ہیں وہ مطاف میں درس دے رہے تھے ان سے کسی حدیث میں سہو (غلطی) ہوگئی۔مفتی زرولی خانؒ کی توجہ درس کی طرف بھی مبذول تھی یکدم فرمانے لگے مولانا آئیں شیخ کے درس میں بیٹھتے ہیں اور درس میں آ کر بیٹھ گئے۔درس کے اختتام پر جب سوالات کی نشست ہوئی تو حضرت مولانا مفتی زرلی خانؒ کھڑے ہوئے اور شیخ سے فرمایا اس حدیث میں آپ نے خطا کی ہے یہ حدیث ایسے نہیں جیسے بیان کردی بلکہ ایسے ہے۔شیخ حیران ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا حدیث اس طرح ہے اور اس طرف رجوع فرمایا

پاکستان کا اتنا بڑا عالم دین جو سب سے بڑی سعودی شیخ کی تصحیح فرما رہے ہیں۔اللہ نے آپ کو علم کا باکمال ملکہ عطا فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ شیخ کی مغفرت فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

مفتی زرولی خان صاحبؒ
متبع سنت وصاحب کرامت

مولانا ارب نواز حنفی

میرے شیخ حضرت مولانا مفتی زرولی خانؒ ایک حق گو عالم دین تھے جس بات کو حق سمجھتے تھے کہ دیا کرتے تھے حق بات میں اپنے اور پرائے کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔لوگوں نے میرے شیخؒ کا ایک رخ دیکھا ہے وہ کتنے سخت تھے غصہ میں ہوا کرتے تھے لیکن لوگوں نے میرے شیخؒ کی محبتیں نہیں،شیخؒ کی اتباع سنت نہیں دیکھی،جمعہ والے دن ایک صاع پانی سے غسل کرنا سنت ہے اور اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے میرے شیخؒ جمعہ والے دن ایک صاع پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔اتنے متبع سنت تھے کہ دائیں بائیں کا خیال کیا کرتے تھے کہیں سنت کے خلاف نہ ہو جائے ایک دن میں اپنے شیخؒ کے پاؤں دبانے لگا تو غلطی سے پہلے بائیں پاؤں کو دبانا شروع کیا تو شیخؒ نے جھڑک دیا اور دائیں پاؤں آگے فرمادیا اور کہا پہلے دایاں پیر دباؤ۔اتنے متبع سنت تھے کہ ہر جمعہ والے دن فجر کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورہ دھر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

میں نے اپنے شیخؒ کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں ہم دورہ حدیث میں تھے اور دورہ حدیث کے سبق میں شیخؒ کے اسباق میں تخصص کے طلباء کو بھی شریک ہونا ہوتا تھا،تخصص کے لڑکے آگے بیٹھے تھے۔

2002 میں ہمارا دورہ کا سال چل رہا تھا شیخ بخاری شریف یا ترمذی شریف کا سبق پڑھا رہے ہیں،سبق پڑھاتے پڑھاتے

ایک دم شیخ تخصص کے ایک لڑکے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مجھے تمہارے چہرے سے کفر کی سیاہی نظر آرہی ہے، تقریباً ایک ہفتہ بعد ہی اس نے قادیانیت قبول کر لی، یہ کرامت حضرت کی خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور بہت سی ایسی کرامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ ہاتھ سے صادر فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ شیخ کو غریق رحمت فرمائے، اُن کا فیض جاری وساری فرمائے اور شیخ کے درجات بلند فرمائے۔آمین

☆☆☆☆

2020 عام الحزن
علماء کی رحلت کا سال

مولانا احمد قاسمی

ویران رہگذاروں کو دیکھا کریں گے ہم
آئے گی تیری یاد تو رویا کریں گے ہم

لاک ڈون میں دار فانی کو الوداع کہ کرامت کو یتیم کر کے اپنے حقیقی مولا کی آغوشِ رحمت میں جا ملنے والے علماء کرام و بزرگان دین کے اسماء گرامی

(1) فکر نانوتوی کے امین رئیس المحدثین شیخ الحدیث مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری رحمہ اللہ

(2) مولانا حفظ الرحمن کاکوسی رحمۃ اللہ علیہ

(3) حضرت مولانا وسیم گنگوہی رحمہ اللہ

(4) حضرت مولانا عبدالرحیم فلاحی رحمہ اللہ

(5) مصنف جامع الوظائف علامہ محمد ارشد حسن ثاقب لاہور

(6) حضرت مولانا عرفان فیروز پوری رحمہ اللہ

(7) حضرت مولانا احمد صاحب پٹنی رحمہ اللہ

(8) حضرت مولانا یوسف جمیل آندھرا پردیش رحمہ اللہ

(9) حضرت مولانا عبدالوحید گونڑوی رحمہ اللہ

(10) مولانا الیاس مظاہری رحمہ اللہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ حمیدیہ پانولی گجرات) بانی ومہتمم جامعہ زکریا ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن بہار

(11) جامعہ بنوری ٹاؤن کے قدیم استاد قاری شریف تھانوی رحمہ اللہ

(12) حضرت مولانا موسیٰ قاضی رحمہ اللہ

(13) حضرت مولانا ابوالکلام قاسمی رحمہ اللہ

(14) حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی لندن رحمہ اللّٰہ

(15) حضرت مولانا راشد پالنپوری رحمہ اللہ

(16) حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللّٰہ بودھانیہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ راندیر

(17) شیخ راشد الحقان صاحب رحمۃ اللّٰہ

(18) دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے پہلے فاضل مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ

(19) شیخ طریقت مولانا عبدالہادی خلیفہ مجاز مولانا عبدالکریم بیر شریف کوئٹہ رحمہ اللّٰہ

(20) مولانا عبدالمہیمن قریشی رحمہ اللہ

(21) خواجہ محمد اسلام لاہور رحمہ اللہ

(22) معروف خطیب مولانا عبیدالرحمن ضیاء کمالیہ رحمہ اللہ

(23) جامعہ حنفیہ جہلم کے قدیم استاذ حضرت قاری عتیق الرحمن رحمہ اللہ

(24) تلمیذ بنوری مولانا ہارون عباس رحمہ اللہ جنوبی افریقہ

(25) دارالعلوم کراچی کے قدیم استاذ حکیم عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ

(26) شیخ الحدیث مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ (ملتان)

(27) مولانا غلام اللہ خان لاہور کے والد مولانا صبغت اللہ رحمہ اللہ

(28) معروف حنفی محقق مولانا عبدالقیوم رحمہ اللہ

(29) جامعہ بنوریہ ٹاؤن کے قدیم استاذ مولانا قاری نسیم الدین رحمہ اللہ

(30) حضرت صوفی ڈاکٹر عبدالمقیم رحمہ اللہ ناظم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ

(31) حضرت اقدس مولانا محمد نعیم اختر رحمہ اللہ حیدر آباد خلیفہ اجل حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ

(32) شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف راولپنڈی

(33) قاطع رافضیت مجاہد اہل سنت مولانا عبداللہ قاسمی لاہور

(34) قائد برطانیہ مرکزی رہنما جمعیۃ علماء برطانیہ حضرت قاری تصور الحق مدنی رحمہ اللہ

(35) پیر طریقت حضرت خواجہ عزیز احمد بہلوی رحمہ اللہ

(36) جامعہ نظامیہ بہاول پور کے بانی مہتمم مولانا شمس الدین انصاری رحمہ اللہ

(37) جامعہ بنوریہ کراچی کے بانی، رئیس وشیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ

(38) مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی رحمہ اللہ، اسلامی اسکالر اور جامعہ دارالعلوم زکریا اسلام آباد کے صدر

(39) یادگار اسلاف قبلہ پیر سید صادق حسین شاہ رحمہ اللہ راولپنڈی

(40) مانسہرہ کی مشہور علمی شخصیت مولانا شاہ عبدالعزیز شاہ رحمہ اللہ

(41) جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فدا الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ

(42) خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی حافظ صغیر احمد رحمہ اللہ لاہور

(43) مولانا محمد یونس ہزاروی رحمہ اللہ

(44) مولانا ناصر شمیم ٹاؤن شپ لاہور

(45) جامعہ ربانیہ ٹوبہ کے مہتمم قاری محمد انور رحمہ اللہ

(46) جامعہ ربانیہ ٹوبہ کے شیخ الحدیث مولانا سراج الدین رحمہ اللہ

(47) امیر تبلیغی جماعت جھنگ مہر غلام محمد رحمہ اللہ

(48)افغانستان کے شیخ مسعود جان نقشبندی رحمہ اللہ

(49)مولانا حسام الدین قاسمی رحمہ اللہ سرپرست وسابق صدر جمعیت علماء مغربی بنگال

(50)الشیخ مولانا پیر عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد عامر ملک مکی رحمہ اللہ

(51) قاری قرآن، قاری عبدالرحمن رحمہ اللہ برادر نسبتی حضرت قاری نذیر احمد رحمہ اللہ مکی مسجد انارکلی، لاہور

(52)ماہر روحانی عملیات مولانا قاری ممتاز احمد رحمہ اللہ لاہور

(53)تبلیغی مرکز گجرات کے شعبہ حفظ کے سابق مدرس قاری محمد عمران عبداللہ رحمہ اللہ

(54)جامعہ اشرفیہ مانکوٹ کے بہترین استاد مولانا محمد اسماعیل انور رحمہ اللہ مظفر گڑھ

(55)حافظ یوسف لاکڈاولا المعرف حافظ تلاوڈی بڑودہا

(56)چشتیاں کی مشہور شخصیت سید حبیب اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے سید حسن نصر اللہ شاہ رحمہ اللہ

(57)مسلک اہلحدیث کے مشہور عالم دین مولانا پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ

(58) قاری سید خلاد حسین تھانوی رحمہ اللہ ناظم اعلیٰ مدرسہ اعزازیہ اوکاڑہ، فاضل دارالعلوم دیوبند، خانقاہ تھانہ بھون کے سابق مدرس رہے ہیں،

(59)تبلیغی جماعت تامل ناڈو انڈیا کے امیر ولی کامل حضرت عبدالقادعالم شاہ رحمہ اللہ

(60)جناب سید منور حسن رحمہ اللہ سابق ممبر قومی اسمبلی سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان

(61)مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(62)مولانا سلیم صاحب پانا گر استاذ دارالعلوم بڑودہ وامام جامع مسجد)

(63)مولانا زید پالنپوری

(64)مولانا عبدالحق صاحب قدیم استاذ دارالعلوم چھاپی

(65)حافظ رمضان صاحب استاذ دارالعلوم بھاپ راجستھان

(66)مولانا یوسف تتلا صاحب ساؤتھ افریقہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(67) مولانا محمد اعلم صاحب ناظم جامع الھدی مرادآباد

(68) مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب

(69) مولانا داؤد مھتر صاحب شاگرد خاص مولانا ایوب صاحب اعظمی وقدیم فاضل جامعہ ڈابھیل

(70) مولانا نصیر الدین صاحب ناظم مجلس وحدت اسلامی شہر حیدرآباد

(71) مولانا سھیل صاحب آچھودی

(72) حضرت مولانا حبیب اللہ سمون

(73) مفتی حنیف صاحب حریف قدیم مدرس جامعہ حقانیہ کٹھور گجرات

(74) مولانا انعام الحق ابن حضرت شیخ الحدیث مولانا اکرام الحق صاحب بھاگل پوری مہتمم جامعہ رشید العلوم چمپانگر بھاگل پور بہار

(75) مولانا منظور احمد صاحب استاذ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

(76) مولانا مبارک صاحب امام راحت دیدی مسجد اسلام آباد

(77) مولانا ابراھیم صاحب کالیڑوی شاگرد رشید حضرت مولانا حسین احمد مدنی

(78) مولانا امان اللہ صاحب بروڈکوٹی قاسمی خلیفہ مولانا پیر ذوالفقار صاحب

(79) مولانا عبدالمنعم صاحب نذیری کوکن

(80) مولانا خیر الاسلام امیر شریعت وصدر جمیعت گوھاٹی آسام

(81) مولانا مشتاق اوگھر ادارد یولوی

(82) مولانا ابراھیم صاحب مہتمم مدرسہ اصلاح البنات دارالاطفال اتھنی

(83) مولانا عثمان صاحب پکھوٹھنی صدر شعبہ حفظ دارالعلوم کنتھاری

(84) مولانا سید ایوب صاحب بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارارقم ڈھوکی لاتور عثمان آباد

(85) مولانا عمران کڈی والا کھلوڑ

(86)مولانا عمر بسم اللہ استاذ دار العلوم آزادویل ساؤتھ افریقہ

(87)مولانا احمد جسات زمبابوے

(88)مولانا عامر ملک خلیفہ مولانا عبدالحفیظ مکی

(89)الشیخ محمود سکر قاھرہ المصر

(90)مولانا عبدالقادر سیٹھ کاوی ڈ بھوئی ذمہ دار تبلیغی جماعت

چمپانگر بھاگل پور۔

91))مولانا عبدالواحد صاحب بھاگل پوری استاذ حدیث مدرسہ اصلاح المسلمین

(92)حضرت مولانا محمد شریف صاحب تاجپوری استاذ جامعہ امدادالعلوم وڈالی سابر کانٹھا(

(94)بھائی سراج صاحب ڈھاکہ، بنگلہ دیش کے پرانے ذمہ دار تھے

(96)حضرت خورشید احمد صاحب استاذ حدیث وتفسیر جامعہ ڈابھیل گجرات۔

(97)جناب قاری نورین صاحب سوڈانی۔

(98)حضرت مولانا قاری سرفراز صاحب کوسمیوی استاذ دارالعلوم کنجری گجرات

(99)حافظ وسیم صاحب گنگیر وراجستھان

(100)حضرت مولانا عبدالجبار صاحب

(101)حضرت حافظ محمد حسین صاحب چانیا راجستھان

(102)علامہ نور حسین قاسمی رحمہ اللہ مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مدینہ باری دھارا ڈھاکہ

(103حضرت مولانا جنید احمد صاحب بنارس

(104حضرت مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ خیر آبادی

(105شیخ التفسیر والحدیث ولی کامل مفتی زرولی خان رحمہ اللہ(کراچی)

(106حضرت مولانا محمد اکر رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

(107) حضرت مولانا سعید احمد اعظمی رحمہ اللہ علیہ

(108) حضرت مولانا قاضی افضل شریف رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت علماء حیدرآباد انڈیا

(109) (قاضی طاہر الہاشمی رحمہ اللہ (حویلیاں)

(110) حضرت حافظ محمد نسیم جونپوری رحمۃ اللہ علیہ (سابق صدر المدرسین شعبۂ حفظ مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

(111) مفتی سید احمد اللہ بختیاری استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآبا

(112) مفتی اعظم میوات حضرت مولانا مفتی رشید احمد ماپوری ہتھین پلول ہریانہ

(113) مولانا محمد طیب صاحب شیخ الحدیث مدرسہ معین الاسلام نوح میوات

(113). مفسر قرآن رئیس الخطباء حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب سعودی رشادی امام وخطیب مسجد قادریہ بنگلور صدر المدرسین الکلی ※ السعود ※※ بنگلور

(114) حکیم مولانا ادریس حبان رحیمی صاحب بنگلور

(115) ریاست تلنگانہ شہر نظام آباد کے مشہور معروف شخصیت ممتاز عالم دین. حضرت مولانا سید ولی اللہ صاحب قاسمی

(116) جمعیت علمائے اتر پردیش کے صدر. حضرت مولانا سید متین الحق اسامہ صاحب کانپوری

بریلوی مکتبہ فکر کے وفات پانے والے علماء ومشائخ ※

(117) شارح بخاری مولانا ڈاکٹر محب الحق صاحب علیہ الرحمہ گھوسی (ہندوستان)

29 جولائی 2020۔

(118) مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ ناگپور (ہندوستان)

6 اگست 2020۔

(119) رحلت مولانا عبداللطیف اشرفی ناگپور علیہ الرحمہ (ہندوستان)

۔7اگست2020

(120)علامہ مفتی معراج القادری مصباحی صاحب علیہ الرحمہ اشرفیہ مبارکپور(ہندوستان)۔

10.اگست2020

(121)رحلت علامہ مولانا عالمگیر نظامی صاحب علیہ الرحمہ امرڈوبھا۔)(ہندوستان)

11.اگست2020.

(122)حافظ وقاری محمد شاداب قادری مہاراشٹر11.اگست2020(ہندوستان)

(123)مولانا غلام مرتضی صاحب علیہ الرحمہ کرناٹک.(ہندوستان)

12اگست2020

(124)مفی ہاشم علی رضوی صاحب علیہ الرحمہ مالدہ، بنگال(ہندوستان)

12اگست2020

(125)مفتی ظہیر حسین قادری علیہ الرحمہ ادروی.(ہندوستان)

12اگست2020

(126)مفتی ظہیر خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ(ہندوستان)

13اگست2020.

(127)خطیب دکن علامہ سید شاہ کاظم پاشا، قادری(ہندوستان)15اگست2020.

(128).حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ(بستی)(ہندوستان)

(129).حضرت علامہ مولانا، مفتی عابد جلالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ(پاکستان)

(130).امام فیضان مدینہ علامہ شہباز مدنی

رحمۃ اللہ علیہ(پاکستان)

(131).حضرت علامہ مولانا عبید الحق نعیمی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ(بنگلہ دیش)

(132).شیخ الحدیث علامہ مفتی عبدالرزاق بھترالوی (رحمۃ اللہ علیہ) (پاکستان)

(133).مبلغ اسلام تاجدار چورہ شریف الحاج پیر سید محمد کبیر علی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمہ (پاکستان)

(134).رئیس المحدثین استاذ العلماء امام اہلسنت داعی کبیر علامہ پیر سید نورالاسلام ھاشمی سجادہ نشیں دربار ھاشمیہ اسلام آباد چٹاگانگ (بنگلہ دیش) (رحمۃ اللہ علیہ

(135)استادالعلماء مفتی عبدالتواب قادری علیہ الرحمہ۔(پاکستان)

(136).حضرت علامہ لشاہ سید عبدالحق شاہ الگیلانی۔رحمۃ اللہ علیہ (پاکستان)

(137).حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی میاں (رحمۃ اللہ علیہ) بہیڑی۔بریلی شریف۔(ہندوستان)

(138).مفتی سید احمد اللہ بختیاری استاذ حدیث دارالعلوم حیدرآباد

(139).مولانا صفی اللہ خان جلال آبادی مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد یوپی

(140).حاجی پی کے احمد حسین بنگلور

(141).مولانا سلیمان امام جامع مسجد داھود گوھر

(142).مولانا احمد حسن قاسمی کانپور

(143).مولانا اسماعیل ناپا فاضل جامعہ آنند

(144).حافظ محمد شیر پوری امام جامع مسجد بھروچ

(145).حافظ صلاح الدین صاحب مفسر تفسیر احسن البیان لاہور

(146).مولانا عبداللہ پانڈور صاحب سملکی

(147).مولانا اقبال ملا ندوی بھٹکلی قاضی شہر بھٹکل کرناٹک

(148).مولانا ابراھیم صاحب آمود بھروچ

(149).حکیم مولانا محمد اسریس حبان رحیمی، رحیمی شفاء خانہ بنگلور

(150).مولانا شعیب صاحب استاذ دارالعلوم کنتھاریہ

(151)۔مولانا صادق ناظم صاحب دارالعلوم آنند

(152)۔مولانا ولی اللہ قاسمی مدرسہ مظہر العلوم نظام آباد

(153)۔مولانا متین الحق اسامہ قاسمی اتر پردیش

(154)۔حافظ الیاس کرناٹکی دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ

(155)۔مولانا مشتاق صاحب دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ

(156)۔حافظ عبداللہ صاحب (ڈونگر یاسنہ)

(157)۔مولانا حسین احمد صاحب معروفی

(158)۔مولانا سلمان صاحب مظاہری

(159)۔مولانا عباس صاحب خانپوری

(161)۔مولانا عثمان صاحب سیدرانہ

(162)۔مولانا عبدالرشید صاحب امام وخطیب مسجد ہدیسندھور

(163)۔مولانا محمد صاحب استاذ حدیث کنتھاریہ

(164)۔مولانا وصی احمد صدیقی قاسمی مدرس چمشہ فیض

(165)۔مولانا عبداللہ ندوی صاحب رکن شوری ندوہ

(166)۔مولانا مجیب الرحمن صاحب یوپی

(167)۔مولانا پروفیسر فیض اللہ صاحب

(168)۔مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس چمبوسر

(169)۔مولانا ادریس صاحب ادارہ فیض قرآن

(170)۔مولانا صادق ماتروی دارالعلوم کنتھاریہ

(171)۔مولانا یونس صاحب لکھووالی دیولا

(172). مولانا حنیف صاحب جامع مسجد بھروچ

(173). مولانا صفوان صاحب کنتھاریہ استاذ کے صاحبزادے

(174). مفتی محمد صاحب ڈینڈ رولوی (مصنف مومن قوم اپنی تاریخ کے آئینے میں)

(175). مولانا علی حسین صاحب جامعہ سلفیہ بنارس

(176). حافظ جمال الدین ملا صدر مدرس دار العلوم حنفیہ

(177). مولانا امین اللہ سفیر دار العلوم دیوبند

(178). مولانا داؤد چاندیسر

(179). مولانا شبیر محمود جامعہ حسینیہ راندیر

(180). مولانا ایوب صاحب سونگڑھ والے

(181). مولانا ضیاء الرحمن اعظمی

(182). مفتی محی الدین کنتھاریہ

(183). مولانا عبد اللہ بن مولانا سلیمان جھانجی

(184). مولانا موسی صاحب مانکروڈ

(185). قاری ایوب جیوا صاحب گجرات

(186). مولانا سعید احمد صاحب قدیم استاذ مفتاح العلوم تراج گجرات

(187). مفتی مظہر الدین قاسمی آندھرا پردیش

(188). مولانا صوفی اظہار الحسن صاحب جامعہ عربیہ ہتھوڑا

(189). مولانا محمد یوسف صاحب پانڈورا افریقہ

(190). مولانا ڈاکٹر معید الزماں قاسمی دیوبند

(191). مولانا ابراھیم صاحب گجرات

(192). مفتی محمد عاصم ذکی صاحب کراچی

(193). حافظ اختر صاحب گجرات

(194). مولانا الیاس صاحب استاذ فقہ دارالعلوم کنتھاریہ

(195). مولانا عبدالقیوم صاحب جمداشاھی

(196). مولانا طلحہ عبداللہ گجرات

(197). مولانا ابراھیم صاحب ودانی والے

(198). مولانا محمد امین صاحب فقہ اکیڈمی حدرآباد

(199). مفتی عبداللہ صاحب رویدروی صاحب جامعہ مظہر ھانسوٹ

(200). مولانا معزالدین احمد صاحب رکن جمعیت علماء ہند

(201). مولانا الطاف صاحب جمعیت علماء اتراکھنڈ

(202). مولانا قاری محمودالحسن صاحب استاذ دارالعلوم فلاح دارین گجرات

(203). پروفیسر یسین مظہر صدیقی شعبہ علوم اسلامیہ علی گرح یونیورسٹی

(204). مولانا محمد سلیم صاحب جامعہ مظہر ھانسوٹ گجرات

(205). مولانا احمد شفیع صاحب بنگلہ دیش

(206). مولانا سلیمان صاحب لال بادرگذھ گجرات

(207). مولانا سیف الدین گجرات

(208). مولانا داکٹر عادل خان صاحب مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

(209). مولانا عبدالرحمن صاحب رائیونڈ والے

(210).. پروفیسر عبدالرحمن صاحب تامل ناڈو

(211). حضرت مولانا حافظ محمد سعید صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت سید محمد علاوالدین شاہ صاحب جیلانیؒ

(212)۔دارالعلوم بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل مولانا ہارون عباسؒ

(213)۔حضرت مولانا محمد عبدالحلیم چشتی صاحبؒ شاگردرشید حضرت مدنیؒ

(214)۔مولانا عبدالرحمن صاحبؒ مخزن العلوم ٹاؤن شپ لاہور

(215) قاری محمد شریفؒ جامعہ حنفیہ ستلج بلاک لاہور

(216)۔شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمانؒ قریبی دوست حاجی عبدالوہابؒ

(217) محب الفقرا حضرت صوفی عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ بنگلور (ہندوستان)

(218)۔حضرت علامہ مولانا صوفی سید ہلال اشرف اشرفی جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کچھوچھہ مقدسہ (ہندوستان)

ان کے علاوہ اور بھی علمائے کرام کا وصال ہوا ہے جن کی معلومات فراہم نہ ہوسکی۔

کڑے سفر کے تھکے مسافر" تھکے ہیں ایسے کہ سوگیے ہیں
خود اپنی آنکھیں تو بند کر لی" لیکن ہر آنکھ بھگو گیے ہیں

إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ

اللہ تعالی امت کو ان اکابرین کا نعم البدل عطافرمائے۔آمین

مفتی زرولی خانؒ کی وفات پر علماء اکرام کے تعزیتی کلمات

اظہار تعزیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

حضرت مولانا مفتی زر ولی خان صاحب بانی و شیخ الحدیث احسن العلوم اور اس سے چند روز پہلے جامعہ علوم اسلامیہ کے استاد گرامی مولانا عاصم زکی صاحب رحمہ اللہ تعالی علیہ ما کی وفات علمی دنیا کا بڑا نقصان ہے اللہ تبارک وتعالی دونوں کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں آمین

Muhammad Taqi Usmani
@muftitaqiusmani

حضرت مولانا مفتی زر ولی خان صاحب بانی و شیخ الحدیث احسن العلوم اور اس سے چند روز پہلے جامعہ علوم اسلامیہ کے استاد گرامی مولانا عاصم زکی صاحب رحمة الله تعالی علیهما کی وفات علمی دنیا کا بڑا نقصان ہے الله تبارک وتعالی دونوں کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں آمین

1:52 PM · Dec 8, 2020 · Twitter for iPhone

حضرت کی ٹویٹ کا عکس

تعزیتی کلمات

مولانا محمد مکی الحجازی مدرس حرم کعبہ مکہ مکرمہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم امابعد

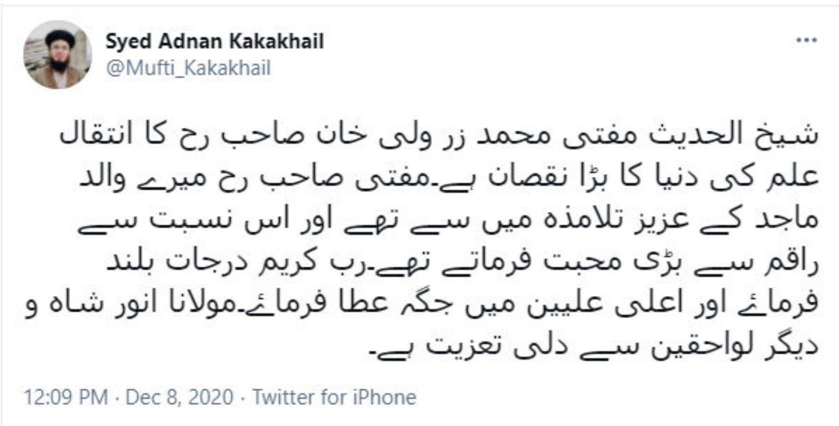
آج مجھے علم ہوا ہے حضرت مولانا زرولی خان رحمہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔حضرت مولانا مفتی زرولی خان رحمہ اللہ جو ایک عالم بھی تھے، مجاہد بھی تھے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے، الہ کلمت اللہ کے لیے انتہائی بہادری کے ساتھ سب کا مقابلہ کرتے تھے۔چند عرصہ قبل عمرہ کے لیے تشریف لائے یہ ان کی کرم نوازی تھی کہ جب بھی آتے تھے تو مجھ سے ضرور ملاقات فرماتے تھے۔میں نے دیکھا دَمَّہ کی وجہ سے ان کی طبیعت پر بڑا اثر تھا، آکسیجن لگی ہوئی تھی فرمانے لگے افاقہ نہیں ہو رہا اور سب سے بڑی جو مجھے تکلیف ہے وہ یہ ہے کہ میں اب نماز نہیں پڑھا سکتا۔تو میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایک دوست دوائی انڈیا سے بھیجتے ہیں مجھے اس سے بہت فائدہ ہوا ہے میں ان شاء اللہ آپ کو وہ دوائی بھیجوں گا آپ وہ استعمال فرمائیں، میں نے دوائی بھیجی حضرت کافی خوش ہوئے کئی بار دعائیں دیں کہ مجھے اتنا افاقہ ہوا ہے کہ میں اب نماز فجر خود پڑھاتا ہوں۔یہ حضرتؒ کا ہی کمال تھا کہ ساری زندگی اپنے ادارے کی نماز خود پڑھاتے رہے۔یہی وہ لوگ ہیں ان کی وجہ سے ہم اللہ کے عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔جتنا ممکن ہو سکے تلاوت قرآن، نوافل وصدقات حضرت کے ایصال ثواب کے لیے ضرور کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

اظہارِ تعزیت

مفتی سید عدنان کاکاخیل

شیخ الحدیث مفتی محمد زرولی خان صاحب رح کا انتقال علم کی دنیا کا بڑا نقصان ہے۔مفتی صاحب رح میرے والد ماجد کے عزیز تلامذہ میں سے تھے اور اس نسبت سے راقم سے بڑی محبت فرماتے تھے۔رب کریم درجات بلند فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے۔مولانا انور شاہ ودیگر لواحقین سے دلی تعزیت ہے۔

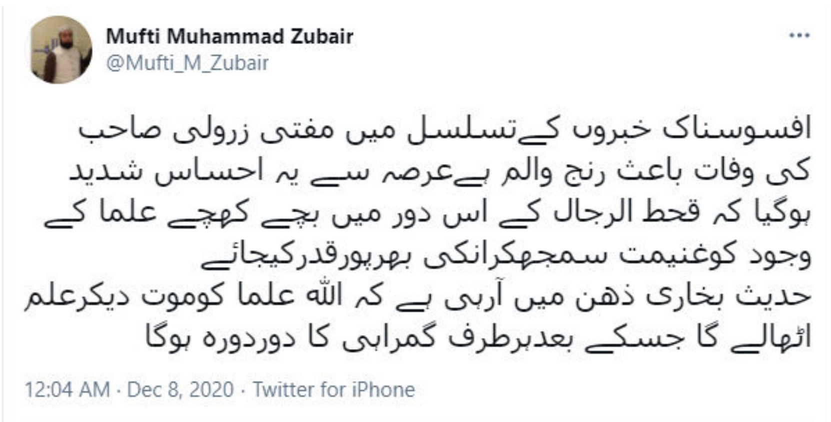

Syed Adnan Kakakhail
@Mufti_Kakakhail
شیخ الحدیث مفتی محمد زر ولی خان صاحب رح کا انتقال علم کی دنیا کا بڑا نقصان ہے۔مفتی صاحب رح میرے والد ماجد کے عزیز تلامذہ میں سے تھے اور اس نسبت سے راقم سے بڑی محبت فرماتے تھے۔رب کریم درجات بلند فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے۔مولانا انور شاہ و دیگر لواحقین سے دلی تعزیت ہے۔
12:09 PM · Dec 8, 2020 · Twitter for iPhone

ٹویٹ کا عکس

اظہار تعزیت

مفتی محمد زبیر

افسوسناک خبروں کے تسلسل میں مفتی زرولی صاحب کی وفات باعث رنج والم ہے عرصہ سے یہ احساس شدید ہوگیا کہ قحط الرجال کے اس دور میں بچے کھچے علما کے وجود کو غنیمت سمجھ کر ان کی بھر پور قدر کیجائے حدیث بخاری ذہن میں آرہی ہے کہ اللہ علما کو موت دیکر علم اٹھالے گا جسکے بعد ہر طرف گمراہی کا دور دورہ ہوگا۔


Mufti Muhammad Zubair
@Mufti_M_Zubair

افسوسناک خبروں کےتسلسل میں مفتی زرولی صاحب
کی وفات باعث رنج والم ہےعرصہ سے یہ احساس شدید
ہوگیا کہ قحط الرجال کے اس دور میں بچے کھچے علما کے
وجود کوغنیمت سمجھکرانکی بھرپورقدرکیجائے
حدیث بخاری ذھن میں آرہی ہے کہ اللہ علما کوموت دیکرعلم
اٹھالے گا جسکے بعدہرطرف گمراہی کا دوردورہ ہوگا

12:04 AM · Dec 8, 2020 · Twitter for iPhone

ٹویٹ کا عکس

اخبارات کی شہ سرخیاں و رسائل کے دعائیہ کلمات

شیخ التفسیر والحدیث
حضرت مولانا مفتی زرولی خانؒ

اداریہ ماہنامہ الخیر ملتان

ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ ۷ / دسمبر ۲۰۲۰ء کی شام کو جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی، کے بانی مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خاں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علمی وتدریسی حلقوں میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ اپنی وضع کے منفرد عالم دین تھے، جرأت وشجاعت، حق گوئی وبے باکی تصلب وتہور، استحضار وذہانت، دینی غیرت وحمیت اور فقر غیور کے ساتھ بادشاہانہ مزاج ومذاق حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ کی شخصیت کے لوازم تھے۔ بذلہ سنج، حاضر جواب اور بدیہہ گو تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پشتو کے بے شمار اشعار نوکِ زبان تھے، جنھیں وہ اپنے درس، مواعظ اور مجلسی گفتگوؤں میں موتیوں کی طرح نظم کرتے چلے جاتے تھے۔ مطالعہ محض وسیع نہیں عمیق بھی تھا، کتابوں کے عاشق تھے خاص طور پر نایاب کتب اور مخطوطوں کے متلاشی رہتے تھے، بیسیوں نایاب کتب کیلئے اسفار بھی کیے اور بیرون ملک سے منہ مانگی قیمت پر علمی ذخائر خرید کر اپنی ذاتی لائبریری کی زینت بنایا، بعض لوگوں کو کتابیں پڑھنے سے زیادہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ کتابیں پڑھتے ہی نہ تھے بلکہ خداداد حافظے اور ذہانت کی بدولت انہیں لوحِ دل پر محفوظ کر لیتے تھے، اسباق اور گفتگو کے دوران عربی وفارسی عبارات اور کتابوں کے حوالے اس روانی سے دیتے تھے گویا دبستانِ علم ان کے سامنے کھلا ہوا ہے،

آپ متقدمین ومتاخرین کی کتابوں کے عربی متون اس قدر انشراح کے ساتھ پیش کرتے تھے گویا کتاب دیکھ کر پڑھ رہے ہوں۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت وفیاضی ضرب المثل تھی ان کا یہ ابرِ سخاوت اپنوں اور غیروں، سب کو یکساں فیض یاب کرتا تھا، ان کے وسیع وعریض دسترخوان سے خاص احباب ومحبین ومتعلقین کے علاوہ عام واردین وصادرین بھی لذت کام ودہن سے سرشار ہوتے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جودت طبع، فیاضانہ فطرت اور پاکیزہ ذوق لذیذ ومتنوع ماٗ کولات ومشروبات کی شکل میں دسترخوان کی زینت ہوتا، جس میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کم کھاتے اور دوسروں کو کھلا کر زیادہ خوش ہوتے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت ودریادلی کا ایک چھوٹا سا ذاتی واقعہ شاید ان کی افتاد طبع سمجھنے میں مفید ثابت ہو، آج سے کم وبیش بیس بائیس سال پہلے کراچی کے ایک سفر میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، بے نظیر اور غیر معمول اکرام ضیف کے علاوہ بوقت رخصت حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے استفسار فرمایا کہ "ملتان کس چیز پر واپسی ہے" عرض کیا "ٹرین" اس پر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لفافہ میری طرف بڑھایا اور فرمایا" یہ تھوڑا سا ہدیہ ہے، آپ ہوائی جہاز پر واپس جائیں" ان دنوں" کراچی ملتان" کا یکطرفہ کرایہ ساڑھے پانچ ہزار روپے کے لگ بھگ تھا۔ احقر نے بعد ازاں وہ لفافہ دیکھا تو اس میں بیس ہزار روپے تھے فللہ ذرہ۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض فقہی مسائل میں جداگانہ رائے اور تفردات رکھتے تھے، جن کا وا اپنی تحریر وتقریر میں برملا اظہار کرتے تھے۔ ان کی رائے سے اختلاف کی گنجائش ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے جسے حق سمجھا اسے بلا خوف لومۃ لائم انتہائی جرأت سے بیان کیا۔

آپ کا درس بخاری شریف علمی حلقوں میں مقبول ومتعارف تھا، جس میں ناغہ یا تعطل برداشت نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ احقر سے فرمایا کہ" مجھے امریکہ، برطانیہ اور دیگر مسلم وغیر مسلم ممالک کی طرف سے دورے کی دعوتیں ملتی رہتی ہیں مگر میرا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ" بخاری شریف کا سبق چھوڑ کر نہیں آسکتا"

یہ بھی ان کا تفرد تھا اور کیسا محمود و محمود و منفرد تھا!

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور امتیاز "سالانہ دورۂ تفسیر قرآن کریم" تھا جس میں سینکڑوں علماء وطلباء شرکت کرتے تھے۔ یہ دورۂ تفسیر علوم و معارف، تفاسیری وحدیثی نکات، فقہی مسائل اور عصر حاضر کے فرق زائغہ کے اِبطال پر مشتمل ہوتا تھا، اس درس میں ترنم کے ساتھ عربی، فارسی اردو اور پشتو اشعار درس کا لطف دوبالا کردیتے تھے۔فرق باطلہ وزائغہ کیلئے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیغ بے نیام تھے، حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی طالب علم نے سوال لکھ کر بھیجا کہ "اہل بدعت" (بریلویوں) کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چٹ پڑھی اور دبنگ لہجے میں فرمایا "بے غیرت آدمی کی ہر ایک کے پیچھے ہوجاتی ہے" ع: اللہ کے شیروں کی آتی نہیں روباہی

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے پوری امت مسلمہ ایک حق گو، جری، مجاہد ملت اور بطل حریت سے محروم ہوگئی ہے۔قحط الرجال کے اس دور میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی ایک ایسا زخم ہے جو مدتوں تک مندمل نہیں ہوگا۔

اللھم اغفر له وارحمه واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الذنوب والخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ (بشکریہ ماہنامہ الخیر جنوری 2021)

☆☆☆☆

شیخ التفسیر والحدیث
مفتی زرولی خانؒ کا سانحہ ارتحال

اداریہ روزنامہ اسلام لاہور

ملک کے معروف وممتاز عالم دین، جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے کے بانی مہتمم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا، مفتی صاحبؒ کچھ عرصہ سے بیمار اور گزشتہ چند روز سے مقامی ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ نماز جنازہ منگل کی صبح جامعہ احسن العلوم سے متصل گراؤند میں ادا کی گئی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ حالیہ عرصہ میں متعدد اکابر ومشائخ اور اہل علم کی رحلت ہوئی ہے جس سے دینی حلقوں میں غم والم کی کیفیت پائی جاتی ہے تاہم شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زروالی خانؒ کا سانحہ ارتحال یقیناً پوری قوم کے لیے ایک بڑا صدمہ ہے۔ مفتی صاحب ایک باعمل عالم دین، مقبول اور ہر دلعزیز خطیب اور ایک قابل وفاضل مدرس وشیخ الحدیث تھے۔ مفتی صاحبؒ نے تقریباً نصف صدی تک قرآن وحدیث اوران کے متعلقہ علوم کی خدمت کی اور ملک بھر میں اور بیرون ممالک ان کے ہزاروں شاگرد اور لاکھوں عقیدت مند موجود ہیں۔ مولانا مفتی محمد زرولی خانؒ کا سالانہ چالیس روزہ دورہ تفسیر القرآن اپنی منفرد خصوصیت کے باعث مقبول تھا۔ مفتی صاحبؒ جرات منداور حق گو عالم دین کے طور پر معترف تھے اور وہ جس بات کو حق سمجھتے تھے، برسر منبر بیان کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں وہ کسی مصلحت اور سمجھوتے کے روادار نہیں ہوتے تھے۔ کرونا کے خطرے کے باوجود جس طرح بڑی تعداد میں علماء، طلبہ اور شہریوں کی تعداد نے مفتی صاحبؒ کے جنازے میں شرکت کی، یہ ان کی عوامی مقبولیت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خانؒ کی کامل مغفرت فرمائے، درجات بلندی نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (بشکریہ روزنامہ اسلام)

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

ممتاز عالم و شیخ الحدیث مفتی زرولی خان انتقال کر گئے۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم، شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان کورنگی روڈ پر واقع اسپتال میں انتقال کر گئے، مولانا مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ آج منگل کو صبح گیارہ بجے جامعہ احسن العلوم سے متصل گراؤنڈ سردار علی صابری روڈ گلشن اقبال بلاک دو میں ادا کی جائے گی۔ مفتی زرولی خان ضلع صوابی کے قصبہ جہانگیرہ میں 1953 میں پیدا ہوئے، جامعۃ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے سند فراغت حاصل کی، مولانا یوسف بنوری، مولانا عبداللہ کاکاخیل جیسے اکابرین آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ 1978 میں گلشن اقبال کراچی میں احسن العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا، آپ سے درس تفسیر پڑھنے کے لئے پورے ملک کے علما طلبہ ہر سال جامعہ احسن العلوم میں آتے ہیں، آپ کئی کتب کے مصنف اور بہترین خطیب تھے، شیخ التفسیر مفتی زرولی خان نے متعدد کتابیں، تصنیف کی اہم کتب میں احسن الرسائل (مختلف موضوعات پر لکھے گئے 10 علمی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ) احسن الخطبات (جمعہ کے خطبات کا مجموعہ 3 جلدیں احسن البرھان (سوانح حیات 2 جلدیں) معارف ومحاسن۔ (ماہنامہ الاحسن میں لکھے گئے اداریوں کا مجموعہ) شمار ہوتی ہیں۔ دریں اثناء شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان کے انتقال پر عالمی مجلس تحفظ ختم پاکستان کے امیر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نائب امیر، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا اکرم طوفانی، مفتی شہاب الدین پوپلزئی

، جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مہتمم مفتی ابوبکر محی الدین، مفتی محی الدین، پاک سرزمین پارٹی کے مصطفیٰ کمال، سعید غنی، ڈاکٹر معراج الہدیٰ، محمد حسین محنتی، جمعیت علما اسلام سندھ کے رہنما قاری محمد عثمان، تحریک انصاف کراچی کے صدر خرم شیر زمان، شاہی سید اور دیگر نے تعزیتی پیغامات میں کہا ہے کہ مفتی صاحب ایک بلند پایہ، جید عالم دین، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نامور عالم دین تھے، ایک حق گو صفت انسان اور مذہبی بہادر و بے باک انسان تھے ، باطل ہمیشہ ان کی جرأت و ہمت کی وجہ سے دبا رہتا تھا، مفتی محمد زرولی خان کی رحلت سے امت ایک جری عالم دین سے محروم ہوگئی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے مولانا مفتی زرولی خان کی رحلت کو قومی سانحہ قرار دیا اور کہا کہ مولانا مفتی زرولی خان کی دینی اور تعلیمی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، مولانا مفتی زرولی خان کی رحلت سے درس وتدریس کی دنیا کا ایک باب بند ہوگیا۔ متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیوایم) پاکستان کی رابطہ کمیٹی نے بھی معروف عالم دین مفتی زرولی خان کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ سربراہ تنظیم (ایم کیوایم پاکستان) بحالی کمیٹی (او آر سی) ڈاکٹر محمد فاروق ستار نے مفتی زرولی خان کے انتقال پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ)

☆☆☆☆

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

ممتاز عالم دین مفتی زرولی خان انتقال کر گئے

کراچی: معروف عالم دین اور جامعہ احسن العلوم کے مہتمم مفتی زرولی خان انتقال کر گئے ہیں۔

جامعہ بنوریہ کی جانب سے جاری اعلامیے کے مطابق مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ آج بعد نماز ظہر گلشن اقبال کراچی میں ادا کی جائے گی۔

مرحوم مفتی زرولی ضلع صوابی کے قصبہ جہانگیرا میں 1953 میں پیدا ہوئے، علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گرومندر سے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا یوسف بنوری، مولانا عبداللہ کاخیل جیسے اکابرین ان کے اساتذہ میں شامل تھے۔

انہوں نے 1978 میں احسن العلوم کی دینی درس گاہ قائم کی۔ مرحوم پوری زندگی درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

مرحوم ہزاروں علما کے بھی استاد تھے، انھیں تفسیر وحدیث کے درس میں منفرد مقام حاصل تھا۔ ان سے استفادے کے لیے ملک بھر سے طلبہ آتے تھے اور ان کے علم سے مستفید ہوتے تھے۔

مرحوم مفتی زرولی کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین خطیب بھی شمار ہوتے تھے۔

(بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت)

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم شیخ الحدیث مفتی زرولی خان انتقال کر گئے

کراچی (مانیٹرنگ ڈیسک) ملک کے ممتاز عالم دین، معروف علمی شخصیت، جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم، شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان طویل علالت کے بعد کراچی کے مقامی ہسپتال میں انتقال کر گئے، مفتی زرولی خان پوری زندگی درس وتدریس سے وابستہ رہے، کئی کتب کے مصنف اور ہزاروں علما کے استاد تھے، وزیر اعظم کے معاون خصوصی برائے مذہبی امور علامہ طاہر محمود اشرفی، جمعیت علمائے اسلام ف کے سربراہ مولانا فضل الرحمان، امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق، اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سمیت دیگر اہم شخصیات نے مفتی زرولی خان کے انتقال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے، مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ آج منگل کے روز بعد نماز ظہر 2 بجے جامعہ احسن العلوم سے متصل گراؤنڈ میں ادا کی جائے گی۔ نجی ٹی وی "اے آر وائی نیوز" کے مطابق ملک کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث والتفسیر مفتی زرولی خان طویل علالت کے بعد کراچی کے مقامی ہسپتال میں انتقال کر گئے، وہ طویل عرصہ سے علیل اور سانس کی تکلیف میں مبتلا ہونے کے بعد کراچی کے مقامی ہسپتال میں زیر علاج تھے، مفتی زرولی خان کی عمر 67 سال تھی اور وہ جامعہ احسن العلوم میں بطور مہتمم وشیخ الحدیث والتفسیر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ مفتی زرولی خان 1953 کو خیبر پختونخوا ضلع صوابی کے علاقے جہانگیرہ میں پیدا ہوئے، جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گرومندر سے سند فراغت حاصل کی، علامہ یوسف بنوری، مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا

مفتی احمد الرحمن، شیخ الحدیث مولانا عبد الحنان، مولانا عبداللہ کاکاخیل اور مفتی لطف اللہ جیسے جید علماء اُن کیا ساتذہ میں شامل تھے، مفتی زرولی خان پوری زندگی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے، آپ سے درس تفسیر پڑھنے کیلئے پورے ملک کے علما طلبہ ہر سال جامعہ احسن العلوم میں آتے تھے، مفتی زرولی خان کئی کتابوں کے مصنف اور بہترین خطیب تھے۔ مفتی زرولی خان کے درس تفسیر میں پشتو اشعار کا ترنم کے ساتھ پڑھنا انتہائی مشہور تھا اور محفل میں سماں باندھ دیتا تھا، امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری کی علمیت کے ہمیشہ سے قائل تھے، مفتی زرولی خان نے گلشن اقبال کراچی میں 1978 میں مدرسہ احسن العلوم کی بنیاد رکھی اور تمام عمر یہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے رہے۔

(بشکریہ: روزنامہ پاکستان)

☆☆☆☆

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم مفتی زرولی خان صاحب انتقال کر گئے

کراچی: 1978 میں احسن العلوم کی دینی درسگاہ قائم کی، پوری زندگی درس وتدریس سے وابستہ رہے، کئی کتب کے مصنف، ہزاروں علما کے استاذ، درس تفسیر وحدیث میں منفرد مقام حاصل تھا۔

احسن العلوم کراچی کے مہتمم معروف علمی شخصیت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی زرولی خان انتقال کر گئے، مرحوم کراچی کے ہسپتال میں زیر علاج تھے، مفتی زرولی خان کی عمر 67 سال تھی، وہ 3 ماہ سے شدید علیل تھے۔

1978 میں احسن العلوم کی دینی درسگاہ قائم کی، پوری زندگی درس وتدریس سے وابستہ رہے، کئی کتب کے مصنف، ہزاروں علما کے استاذ، درس تفسیر وحدیث میں منفرد مقام حاصل تھا استفادہ کیلئے ملک بھر سے طلبہ آتے تھے۔

ضلع صوابی کے قصبہ جہانگرا 1953 میں پیدا ہوئے، علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گرومندر سے سند فراغت حاصل کی، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا عبداللہ کاکاخیل جیسے اکابرین آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

1978 میں گلشن اقبال کراچی میں احسن العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا، پوری زندگی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے، آپ سے درس تفسیر پڑھنے کے لئے پورے ملک کے علما طلبہ ہر سال جامعہ احسن العلوم میں آتے ہیں۔

کئی کتب کے مصنف اور بہترین خطیب تھے، جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مہتمم مفتی نعمان نعیم سمیت دیگر مدارس دینیہ کے مہتمیم کی انتقال پر افسوس وتعزیت کا اظہار، اللہ تعالیٰ ان کی تمام دینی وسماجی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کران کے لئے توشہ آخرت بنائے اورلواحقین پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین!

(بشکریہ:رواں نیوز)

☆☆☆☆

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

ممتاز عالم دین مفتی زرولی خان انتقال کر گئے

کراچی: معروف عالم دین اور جامعہ احسن العلوم کے مہتمم مفتی زرولی خان انتقال کر گئے ہیں۔ مفتی زرولی خان کراچی کے اسپتال میں زیر علاج تھے جہاں وہ کل انتقال کر گئے۔ جامعہ بنوریہ کی جانب سے جاری اعلامیے کے مطابق مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ آج بعد نماز ظہر گلشن اقبال کراچی میں ادا کی جائے گی۔ مرحوم مفتی زر ولی ضلع صوابی کے قصبہ جہانگیرا میں 1953 میں پیدا ہوئے، علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گرومندر سے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا یوسف بنوری، مولانا عبداللہ کاکاخیل جیسے اکابرین ان کے اساتذہ میں شامل تھے۔ انہوں نے 1978 میں احسن العلوم کی دینی درس گاہ قائم کی۔ مرحوم پوری زندگی درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ مرحوم ہزاروں علما کے بھی استاد تھے، انھیں تفسیر و حدیث کے درس میں منفرد مقام حاصل تھا۔ ان سے استفادے کے لیے ملک بھر سے طلبہ آتے تھے اور ان کے علم سے مستفید ہوتے تھے۔ مرحوم مفتی زرولی کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین خطیب بھی شمار ہوتے تھے۔

(بشکریہ: وقت نیوز)

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

علامہ انور شاہ کشمیری کے علوم کے ترجمان حضرت مفتی زرولی خان کا انتقال بڑا نقصان: مفتی ارشد فاروقی

دیوبند 8 ردسمبر (رضوان سلمانی) فتویٰ آن لائن سروس کے چیئرمین مفتی ارشد فاروقی نے پریس کو جاری اپنے ایک بیان میں بتایا کہ گزشتہ روز مشاہیر علم میں سے مشہور عالم مفتی زرولی خان صاحب کا انتقال حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے ہوگیا اناللہ وانا الیہ راجعون یقینا عالم اسلام کا جانکاہ حادثہ ہے۔ مفتی زرولی خاں صاحب 1955 میں پیدا ہوئے دارالعلوم بنوری میں تعلیم پائی اور وہ حضرت مولانا علامہ یوسف بنوری کے خاص شاگرد تھے اور علوم انورشاہ کشمیری کے ترجمان تھے وہ جامعہ احسن العلوم کے بانی شیخ الحدیث والتفسیر اور دارالافتاء کے نگران تھے اور علوم دینیہ میں رسوخ رکھتے تھے مسلکی صلابت ان کی مشہور تھی اور رواداری بھی ضرب المثل تھی۔ مفتی زرولی صاحب عالم ربانی تھے لوگوں کا رشتہ رب سے جوڑتے تھے وہ ماہر و حاذق مدرس تھے طلبہ کو خون جگر پلاتے تھے وہ محدث اور شیخ الحدیث تھے فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنے والوں کو آشنا کرتے تھے وہ مفسر و شیخ التفسیر تھے کلام الٰہی دلوں میں اتارتے تھے وہ معلم تھے تعلیم سے دنیا کو آراستہ کرتے تھے وہ مصلح ومربی تھے اہل تعلق کی تربیت کرتے تھے، وہ فقیہ ومفتی تھے زمانے کے مسائل حل کرتے تھے، رمضان المبارک میں دریائے علم میں جوار بھاٹا آتا اور دورہ تفسیر قائم کرتے پوری دنیا سنتی۔ مفتی زرولی صاحب ہر جمعہ کو تقریر وخطبہ دیتے جو عالمانہ فاضلانہ مربیانہ مصلحانہ ہوتا اور تسلسل قائم رہتا لوگ دور دور سے شریک ہوتے۔ مفتی زرولی صاحب نے علامہ یوسف بنوری کے ذریعے علامہ انورشاہ کشمیری کے علوم سے

خوب استفادہ کیا اور پھر اسی رنگ میں رنگ گئے تحقیق واعتدال مزاج بن گیا اور حقیقت ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے درس حدیث کی شہرت صرف علامہ انور شاہ کشمیری کے آفاقی علمی تحقیقی حکیمانہ ومحدثانہ شان سے ہوئی اور آج بھی ان کے بالواسطہ شاگردوں نے دھوم مچا رکھی ہے یقینا شیخ زرولی کا شمار علامہ کے عاشقوں میں تھا وہ علوم انوری کے ترجمان تھے۔ ایک طویل عرصے میں مفتی صاحب نے شاگردوں اہل تعلق کا حلقہ دروس خطبات وتصنیفات کا ذخیرہ چھوڑا جو ان کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنے گا۔ حضرت مفتی زرولی صاحب بڑے محقق عالم تھے ان کے تفردات ان کی امتیازی شان کو اجاگر کرتے ہیں۔ وہ دینی خدمات میں مصروف رہتے ہوئے خالق سے جا ملے اللہ بخشے عنایات کا مرکز بنیں ہم سب ایک دن بارگاہ رب میں پیش ہونے والے ہیں۔

(بشکریہ: ہندوستان اردو ٹائمز)

☆☆☆☆

ممتاز عالم دین
مفتی زرولی خانؒ کا انتقال

معروف عالم دین مفتی زرولی خان انتقال کر گئے

کراچی (سٹاف رپورٹر) جامعہ احسن العلوم کراچی کے مہتمم معروف عالم دین مفتی زرولی خان انتقال کر گئے۔ تفصیلات کے مطابق مرحوم کراچی کے اسپتال میں زیر علاج تھے۔مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ منگل کو صبح گیارہ بجے جامعہ احسن العلوم سے متصل گروانڈ سردار علی صابری روڈ گلشن اقبال بلاک 2 میں ادا کی جائے گی اور ان کی تدفین احسن آباد میں واقع مدرسہ کے احاطے میں ہوگی۔

مولانا زرولی پوری زندگی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے، کئی کتب کے مصنف، ہزاروں علما کے استاذ، درس تفسیر وحدیث میں منفرد مقام حاصل تھا۔مرحوم ضلع صوابی کے قصبہ جہانگیرہ میں 1953 میں پیدا ہوئے، جامع علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گرومندر سے سند فراغت حاصل کی، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا عبداللہ کا کاخیل جیسے جید علما ان کے ساتذہ میں شامل ہیں۔

انہوں نے 1978 میں گلشن اقبال کراچی میں احسن العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ پوری زندگی درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ان سے درس تفسیر پڑھنے کے لئے پورے ملک کے علما طلبہ ہر سال جامعہ احسن العلوم کا رخ کرتے تھے کئی کتابوں کے مصنف اور بہترین خطیب تھے۔

مفتی زرولی خان کے انتقال پر جمعیت علماء اسلام اور پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمن، امیر جماعت اسلامی سراج الحق،

دارالعلوم کراچی کے مولانا مفتی رفیع عثمانی، جسٹس ریٹائرڈ مفتی تقی عثمانی، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور دیگر علمائے کرام دینی اور مذہبی رہنماؤں نے افسوس کا اظہار کیا ہے۔

علاوہ ازیں پاک سرزمین پارٹی کے چیئرمین سید مصطفی کمال، صدر انیس قائمخانی سیکریٹری جنرل حسان صابر، پی ٹی آئی کراچی کے صدر خرم شیر زمان، اے این پی سندھ کے صدر شاہی سید سمیت دیگر سیاسی رہنماؤں نے بھی معروف عالم دین مولانا زرولی خان کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کیا ہے۔

(بشکریہ: نیوز اپڈیٹ)

☆☆☆☆

ممتاز عالم دین مفتی زرولی خانؒ کی نماز جنازہ ادا

شیخ الحدیث مولانا مفتی زرولی خان سپرد خاک نماز جنازہ میں خلقت امڈ آئی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے بانی شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان کی نماز جنازہ میں شہر امڈ آیا، جامعہ احسن العلوم سے متصل گراؤنڈ تنگ پڑنے پر شرکاء نے اطراف کی گلیوں اور سڑکوں پر نماز جنازہ ادا کی، بعدازاں مفتی زرولی خان کو احسن آباد میں واقع جامعہ احسن العلوم کی شاخ کے احاطہ میں سپردخاک کردیا گیا۔ مفتی زرولی خان کی نماز جنازہ ان کے صاحبزادے مولانا انور شاہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ میں وفاق المدارس سندھ کے ناظم مولانا امداداللہ یوسف زئی مولانا قاری حق نواز مولانا عبدالرزاق زاہد مولانا راحت علی ہاشمی، مفتی اکرام الرحمن، مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل، مولانا عبیدالرحمن چترالی، مولانا الطاف الرحمن، مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر جے یو آئی کے رہنما مولانا راشد محمود سومرو جماعت اسلامی کراچی کے امیر حافظ نعیم الرحمن اہلسنت والجماعت کے صدر مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا رب نواز حنفی جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی نعمان نعیم جامعہ اشرف المدارس کے مولانا ابراہیم مظہر معروف مذہبی اسکالر مولانا مفتی محمد زبیر، مولانا حق نواز جامعہ فاروقیہ کے مفتی انس عادل، مفتی عمیر عادل کراچی علماء کمیٹی کے مولانا اقبال اللہ مولانا قاسم عبداللہ مولانا حماد مدنی، مولانا احمد یار خان مولانا ادریس ربانی سمیت شہر بھر کے جامعات و مدارس جامعہ بنوری ٹاؤن جامعہ دارالعلوم کراچی جامعۃ الرشید جامعہ فاروقیہ جامعہ اشرف المدارس سمیت مذہبی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور علماء کرام و مہتمین و منتظمین اور سماجی

شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی جب مفتی صاحب مرحوم کے ہزاروں شاگردوں سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے بھی شرکت کی۔قبل ازیں جامعہ احسن العلوم میں منعقدہ تعزیتی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے کہا کہ مولانا مفتی محمد زرولی خان نے تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ اور ترویج و اشاعت کا کام کیا وہ اہل حق کے سرخیل تھے ان کے دبنگ انداز اور آواز سے باطل پر لرزہ طاری رہتا تھا ان کا انتقال ہم سب کے لیے بڑا سانحہ ہے۔تعزیتی اجتماع سے جامعہ احسن العلوم کے استاد حدیث مولانا لعل مرجان، استاد حدیث مولانا عنایت اللہ ، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم مولانا عبید اللہ خالد و دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔(بشکریہ روزنامہ اسلام 9 دسمبر 2020)

☆☆☆☆



شیخ التفسیر والحدیث مفتی زرولی خان رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کا منظر

مفتی زرولی خانؒ کے سانحہ ارتحال پر شعراء کا منظوم کلام

ہماری بزم کی زینت
جناب زرولیؒ صاحب

کلام: ناصر حسین ناصر

ہماری بزم کی زینت جناب زرولیؒ صاحب
گئے دے کر غم فرقت جناب زرولیؒ صاحب

وہ تھے اِک خادم ملت جناب زرولیؒ صاحب
اور علم و فن کی تھے زینت جناب زرولیؒ صاحب

سبھی میں عظمت شیخِ طریقت تو نمایاں تھی
تھے آپ اِک تحفہ قدرت جناب زرولیؒ صاحب

لگا ایسا کہ اِک دریا علم و فن ہوا رخصت
ہوئے ہم سے وہ جب رخصت جناب زرولیؒ صاحب

خدائے پاک پُر کردے،خلا حضرت کے جانے کا
تھے وہ اِک حامل سنت جناب زرولیؒ صاحب

یہی ناصر دعا کرتا ہے مولیٰ سے ہر اک لمحہ
عطا آقا ﷺ کی ہو قربت جناب زرولیؒ صاحب

محروم ہو گئے ہم مفتی زرولی خاںؒ سے

عزیز اللہ غالب

میرا پیر میرا مرشد رخصت ہوا جہاں سے
محروم ہو گئے ہم مفتی زرولی خاںؒ سے

وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے خوف ترجماں تھے
وہ عاشق نبی تھے، وہ کامل اِیماں تھے

دنیا ہوئی ادھوری بے خوف ترجماں سے
مفتی زرولی خاںؒ کا منصب ہوا ہے خالی

مرشد وپاسباں کا منصب ہوا ہے خالی
بُلبُل جُدا ہوا ہے رنگین گلستاں سے

علم و عمل کا پیکر وہ مرد قلندر تھا
اسلاف کی نشانی بے باک وہ نڈر تھا

اِک درد کا عَلَم ہے فرقت میں مہرباں سے
استاذ العلماء تھے رہبرو رہنما تھے

تدریس میں ہمیشہ مشغول پیشوا تھے
واقف جہاں ہے سارا اُس مرد شاہ جہاں سے

یہ درد کا دسمبر لایا ہے کیسا موسم
علماء بچھڑ رہے ہیں عُشّاق سب ہیں پُر نم

آنسو رواں ہیں ایسے بارش ہو آسماں سے
غالب وہ مجھ کو بھائی کہنا عظیم تر تھا

دیدار کرسکا نہ میں دور اس قدر تھا
لگتا تھا کتنا پیارا محبوب کی زباں سے

وسعت فکر ونظر کا تھا
پیامِ زرولیؒ

نامعلوم

بزم علم و فن میں اعلیٰ تھا مقام زرولیؒ
وسعت فکرو نظر کا تھا پیامِ زرولیؒ

مسند تدریس کو بخشی تھی زینت آپ نے
کون اب ہم کو پلائے شیریں جامِ زرولیؒ

ماہر قرآن و سنت واقف اسرارِ دیں
نقداور تحقیق کے تھے امامِ زرولیؒ

نازِش اہل زماں تھے وہ حقیقت آشنا
کتنا شیریں اور مدلل تھا کلام ِزرولیؒ

اہل و علم و فضل گروی دار ہیں آپ سے
ہے کہو مہکے دلوں میں احترام زرولیؒ

عامل ِاحکام حق تھے اِک فقیہ و منتظم
خدمت دیں میں ہے گزرے صبح و شام زرولیؒ

گلشن ِ اقبال میں علمی سجائی انجمن
بُلبُلوں نے خوب پایا انتظام ِزرولیؒ

غازی کردار تھےحضرت مفسر باکمال
ذکر ِحق تھا مجلسوں میں التزام زرولیؒ

نغمہ قال اللہ کا ہردم رہاوردِ زباں
زمز ماں قال النبی کا تھامُدامِ زرولیؒ

عشق رب عشق ِنبی میں وہ رہا مست و مگن
گلشنِ فردوس میں ہوگا قیام زرولی

زیرکؒ و دانہ مدبردیدہ ور ہے در س وہ
علمی حلقوں میں رہا تھااحتشام زرولیؒ

بزم علم و فن میں اعلیٰ تھا مقام زرولیؒ
وسعت ِفکرو نظر کا تھا پیامِ زرولیؒ

☆☆☆☆

ہوا دل درد سے بوجھل
چلا ہے زرولیؒ میرا

عزیز اللہ غالب

ہوا دل درد سے بوجھل چلا ہے زرولیؒ میرا
رواں آنسوں ہیں مسلسل چلا ہے زرولیؒ میرا

وہ علم و آگہی اور کاروانِ فن کا تارا تھا
رُکا اب کارواں بے بَل چلا ہے زرولیؒ میرا

وہ جس نے دین کی خاطر بہت دکھ درد جھیلے تھے
ہوا آنکھوں سے وہ اوجھل چلا ہے زرولیؒ میرا

نبھا کر رسمِ دنیا کو چلا وہ جانب منزل
ہے چھایا غم کا بھی بادل چلا ہے زرولیؒ میرا

یہ مت پوچھو ستم کیا ہے فراقِ غم اَلم کیا ہے
ہوئے ہیں غم سے سب بے گل چلاہے زرولیؒ میرا

میں غالب کتنا بے بس ہوں دیدار اُن کا نہ کرپایا
کہ اب راحت نہیں اِک پل چلاہے زرولیؒ میرا

☆☆☆☆

خدا کی پاگئے قربت
ہمارے زرولی صاحبؒ

کلام: عثمان عباسی

خدا کی پاگئے قربت ہمارے زرولیؒ صاحب
جہاں سے ہوگئے رخصت ہمارے زرولیؒ صاحب

اُنہیں کی بزم سے پھوٹے ہمیشہ علم کے چشمے
محافل کی رہے زینت ہمارے زرولیؒ صاحب

عجب کردار کے مالک عجب افکار کے حامل
مکمل تابعِ سنت ہمارے زرولیؒ صاحب

تیرے جانے سے اہل علم و دانش آب دِیدہ ہیں
دلوں میں خوب رہے رُقّت ہمارے زرولیؒ صاحب

نہ بھولے گی ہمیں تفسیر سنت فقہ کی صورت
تمہاری دین کی خدمت ہمارے زرولیؒ صاحب
وہ جن کے سامنے سب اہل باطل لڑکھڑا جاتے

مثالیں جرات و ہمت ہمارے زرولیؒ صاحب

حدیث و فقہ کی مسند کو یوں ہی چھوڑ کر غمگیں
چلے ہیں جانبِ جنت ہمارے زرولیؒ صاحب

وہ جس انساں کی عثماں تلافی بھی نہیں ممکن
وہ جس انسان کی فصیح تلافی بھی نہیں ممکن
وہی پُر سوز شخصیت ہمارے زرولیؒ صاحب

☆☆☆☆

چھوڑ کر وہ آج
ہم کو چلدیا ہے زرولیؒ

کلام: نامعلوم

بے مزہ یہ شہر سارا لگ رہا ہے زرولیؒ
چھوڑ کر وہ آج ہم کو چلدیا ہے زرولیؒ

گفتگو تھی اس کی سادہ بے تکلف بات تھی
رب کے آگی ہی مصلیٰ پہ گزرتی تھی رات تھی
رُوتا رُوتا رَب کے آگے سوگیا ہے زرولیؒ

ہم اکیلے ہورہے دل بہت رَنجور ہے
علم والے تیرے بندے ہوتے جاتے دور ہیں
چھوڑ کر یہ دارِ فانی چل بسا ہے زرولیؒ

حق پرستوں کی جماعت کا وہ اِک سالار تھا
اِس زمانے میں ہمارا وہ علمبردار تھا
اب تو جنت کی ہوا میں چل رہاہے زرولیؒ

آج دل مغموم ہے کہ اِک ستارہ کھوگیا
علم کے ابواب میں سے باب بند اِک ہوگیا
آج ڈوبی غم کے اندر یہ فضا ہے زرولیؒ

دل پریشاں آج طارق ہے سنبھلتے ہی نہیں
اَشک بہتے جارہے ہیں جوکہ رُکتے ہی نہیں
ہوں تیرے درجات اعلیٰ یہ دعا ہے زرولیؒ

☆☆☆☆

مفتی زرولی خاں صاحبؒ

زنیرہ گُل (ناظمہ الغزالی)

علوم شریعت کا تھے بحرِ بیکراں زرولی
علم وعمل کا تھے اک نیرتاباں زرولی

وہ تھے ایک عالم بے بدل اور شیخ بافضل
اور اس زمیں پہ تھے محدث درخشاں زرولی

وہ ادا بند نہیں تھے کسی شخصیت کے
احقاق حق وبطال باطل میں نمایاں زرولی

وہ ایک قند تھے معرفت الٰہی کے
قافلہء علم وعمل کا میرکارواں زرولی

وہ صداقت وامانت میں با کمال انسان
ہم یہ کہتے ہیں کہ محبوب مومناں زرولی
گزار دی ہے عمر علمی مشاغل میں مگر
اور ملت تھی جس پر نازاں و فرحاں زرولی

تھے ریاضت وعبادت جو مشغول ہر وقت
بس فقط جرأت وہمت کا تھے نشاں زرولی

وہ جو تھے صابر وشاکر اور مفکر، مدبر
اور قرآں کے بہترین تفسیر داں زرولی

دوراندیش بھی تھے قوت استدلالی بھی تھا
خنداں جبیں زرولی عالم یزداں زرولی

زہد وتقوی میں بھی تھے خاص اور لائق مفتی
احسن العلوم کے تھے جو روح رواں زرولی

سیاسی بصیرت اور نکتہ آفرینی بھی
علم الٰہی کا تھے وہ اک رمزداں زرولی

وہ استنباط احادیث کے ماہر تھے گُل
عاشقِ دین تھے نبی کا ثناخواں زرولی

دل درد سے افسردہ علماء کی جدائی سے

کلام: مفتی اویس خان قاسمی

دل دردِ افسردہ آنکھیں ہیں شکیبانہ
علماء کی جدائی سے ویران ہے میخانہ

سوچا بھی نہیں تھا کچھ ایسا بھی کبھی ہوگا
دُرویشوں کا گلشن سے لمحے میں چلے جانا

علماء کے یوں اٹھنے سے حیراں ہیں جہاں والے
پرواہ ہی نہیں لیکن انداز ہے بے گانہ

یاد آئے گی اُن کی بہت اُلفت سے بھری باتیں
انداز حکیمانہ جھک جھک کے وہ سمجھانا

علماء کی قدر سمجھو طلباء سے کرو اُلفت
سرمایہ ہے یہ دین کا اور علم کا پیمانہ

یہ دور ہے فتنوں کا اور قرب قیامت کا
اس دور میں اُویس فتنوں سے ٹکرانا